جن انسانی اعضاء سے گناہ صادر ہوتے ہیں اس کتاب میں ان کی نشاندہی کی گئی ہے اور صادر ہونے والے گناہوں کو بیان کیا گیا۔ ساتھ ساتھ ان گناہوں کے مراتب اور ان کا توڑ بھی بیان کیا گیا ہے

جمع و ترتیب
مولانا مفتی ثناء اللہ محمود
اُستاذ جامعہ احتشامیہ کراچی

بیتُ العُلوم
۲۰۔ نابھہ روڈ، پُرانی انارکلی لاہور۔ فون: ۷۳۵۲۴۸۳

اعضائے انسانی کے گناہ

اعضائے انسانی کے گناہ

جن انسانی اعضاء سے گناہ صادر ہوتے ہیں اس کتاب میں ان کی
نشاندہی کی گئی ہے اور صادر ہونے والے گناہوں کو بیان کیا گیا۔
ساتھ ساتھ ان گناہوں کے مراتب اور ان کا توڑ بھی بیان کیا گیا ہے

جمع و ترتیب
مولانا مفتی ثناء اللہ محمود
استاذ جامعہ احتشامیہ جیکب لائن کراچی

بیت العلوم
۲۰- نابھہ روڈ، پرانی انارکلی لاہور۔ فون: ۷۳۵۲۲۴۸۳

نام کتاب اعضائے انسانی کے گناہ

جمع وترتیب مولانا مفتی ثناء اللہ محمود
استاذ جامعہ احتشامیہ کراچی

باہتمام محمد ناظم اشرف

ناشر بیت العلوم ۔ ۲۰ نابھہ روڈ، چوک پرانی انارکلی، لاہور
فون: ۷۳۵۲۲۸۳

﴿ملنے کے پتے﴾

بیت العلوم = ۲۰ نابھہ روڈ، پرانی انارکلی، لاہور
ادارہ اسلامیات = ۱۹۰ انارکلی، لاہور
ادارہ اسلامیات = موہن روڈ چوک اردو بازار، کراچی
دارالاشاعت = اردو بازار کراچی نمبر ۱
بیت القرآن = اردو بازار کراچی نمبر ۱
بیت الکتب = گلشن اقبال، کراچی
ادارۃ المعارف = ڈاک خانہ دارالعلوم کورنگی کراچی نمبر ۱۴
مکتبہ دارالعلوم = جامعہ دارالعلوم کورنگی کراچی نمبر ۱۴
مکتبہ سید احمد شہید = الکریم مارکیٹ، اردو بازار، لاہور
ادارۃ القرآن = اردو بازار، کراچی

﴿فہرست﴾

مقدمہ

الحمد للّٰہ و کفیٰ و الصلوٰۃ والسلام علی نبیہ المصطفیٰ

امابعد!

اللہ تعالیٰ بزرگ و برتر کے ارشاد کے مطابق تقویٰ والا شخص ہی اللہ تعالیٰ کے نزدیک زیادہ معزز ہے۔ اور اس کے نزدیک سب سے زیادہ پسندیدہ عمل اور عبادت گناہوں کا چھوڑنا ہے۔ اسی طرح اللہ کے نزدیک عبادت گذاری میں وہی شخص آگے ہے جو گناہوں سے بچتا ہو۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ گناہ، انسان کے لئے سب سے زیادہ خطرناک اور نقصان دہ ہے جس سے دنیا و آخرت دونوں تباہ ہو جاتی ہیں، گناہ گار کا جسم، دل اور حافظہ تینوں کمزور ہو جاتے ہیں اسی لئے امام شافعی کا یہ مشہور شعر ہے جو انہوں نے اپنے استاد سے ایک شکوے اور جواب کے پس منظر میں ارشاد فرمایا تھا۔

شکوت الی وکیع سوء حفظی
فارشدنی الی ترک المعاصی
فان العلم نور من اللّٰہ
و نور اللّٰہ لا یعطی لعاصی

ترجمہ: ''میں نے ''وکیع'' (استاد محترم کا نام) سے حافظہ کی کمزوری کا شکوہ کیا تو انہوں نے گناہ چھوڑنے کی طرف راہنمائی کی۔ بیشک علم اللہ کا نور ہے جو کہ کسی گناہ گار کو نہیں دیا جاتا۔''

اسی لئے بزرگان دین محض صوم وصلوٰۃ اور کثرت نوافل کو عبادت نہیں سمجھتے تھے بلکہ ان کے نزدیک عبادت گزار شخص وہ تھا جو گناہوں سے خصوصاً غیبت وغیرہ سے بچتا۔ گناہوں کے باعث کئی قوموں کو تباہ و برباد کر دیا گیا اس لئے گناہوں سے دور رہنا شرعی اور عقلی دونوں اعتبار سے ضروری عمل ہے لیکن جب تک گناہوں کے بارے میں پورا علم نہ ہو جائے اس وقت تک گناہوں سے بچنا ممکن نہیں ہے۔

لہٰذا اس رسالہ میں اس انداز سے گناہوں کو بیان کیا گیا ہے کہ ہر عضو انسانی کا گناہ

الگ ہو جائے۔ اس طرح اعضاء کی ترتیب سے گناہوں کو سمجھنا آسان ہو جائے گا (انشاء اللہ) اور اس سلسلے میں ہمیں ایک ایسا کتابچہ مل گیا جس میں مختصر انداز سے اس پر روشنی ڈالی گئی تھی لہٰذا ہم نے اسی کے انداز میں باقاعدہ طور پر ایک بڑا مجموعہ مرتب کرنے کی ٹھانی اور پھر یہ مجموعہ بعون اللہ تعالیٰ تیار ہو گیا۔

اس مجموعہ میں بے شمار ایسے گناہ یا منکرات درج ہیں جو انسانی فطرت کے بعض اعمال ہیں لیکن ان کی حدود شرعیہ کو بیان کرنے کی کوشش کی گئی ہے تاکہ معلوم ہو جائے کہ فلاں عمل کس درجہ اور حد پر حرام، کس پر مکروہ اور کس درجہ پر اس میں گنجائش ہے۔

بعض منکرات کا باقاعدہ توڑ بھی لکھا گیا ہے کہ اس کا توڑ معلوم ہونے پر اس سے بچنا آسان ہو جائے گا۔

اس سلسلے میں احادیث، قرآنی آیات اور فقہی کتب سے مدد لی گئی ہے۔

اس میں ایک وضاحت یہ ضروری ہے کہ اس میں گناہ کبیرہ اور صغیرہ کو الگ الگ بیان نہیں کیا گیا کیونکہ مقصود اعضائے انسانی سے صادر ہونے والے منکرات کی تفصیل ہے چاہے وہ منکرات، گناہ صغیرہ ہوں یا کبیرہ البتہ بعض جگہوں پر اہم منکرات میں ان کے کبیرہ ہونے کی تصریح بھی کر دی ہے۔

اسی طرح جابجا حوالہ جات بھی دیئے گئے ہیں۔ اور ان میں صفحہ نمبر وغیرہ درج نہیں کئے گئے اسی طرح ہمارے مآخذ کتابچے کے حوالے بھی جوں کے توں بیان کر دیئے گئے ہیں۔

اس مجموعہ سے میرا مقصود صرف ہر عضو کے گناہوں کی پہچان، اور ان سے بچنے کی ہمت پیدا کرنا ہے، تاکہ ہم سب دوزخ کے راستوں سے بچ کر چلیں اور اللہ تعالیٰ کی رضا کے راستے کو اختیار کر کے اس پر اپنی منزل تلاش کریں اور ہم گناہوں سے بچ کر درجۂ احسان میں داخل ہو جائیں، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿اِنَّ رحمة اللّٰه قرِيبٌ مِنَ المحسنين٥﴾

''بیشک اللہ تعالیٰ کی رحمت محسنین (احسان کرنے والوں) سے قریب ہے۔''

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی قدس سرہ نے رحمت کے مدلول کی

چار تفسیریں بیان کی ہیں۔

(۱) توفیق اطاعت

(۲) فراخی معیشت۔

(۳) بے حساب مغفرت

(۴) دخول جنت

حضرت حکیم الامت نے فرمایا ہے کہ اپنی دعاؤں میں جب رحمت کی دعا کریں تو ان چاروں باتوں کی نیت بھی کرلیں۔

بہر حال گناہوں سے بچ کر جو اللہ تعالیٰ کی رحمت عطا ہو وہ انہی چاروں انعامات پر مشتمل ہو۔ (آمین)

اللہ تعالیٰ ہم سب کو گناہوں سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے اور اپنے پرہیز گار بندوں میں ہمارا شمار فرمائے۔ اور ہمیں اس کے نتیجے میں وہ تمام فوائد نصیب فرمائے جو مختلف احادیث میں وارد ہوئے ہیں۔

اللہ تعالیٰ اس مجموعے کو نافع بنائے اور ہمیں اپنی سچی محبت۔ حضور اکرم ﷺ سے عشق اور علم نافع، مقبول عمل، اور دعائے مستجاب عطا فرمائے اور صراط مستقیم پر چلائے، اپنی رضامندی کا پروانہ عطا فرما کر جنت الفردوس میں سرور دو عالم ﷺ کی ہمنشینی عطا فرمائے۔

آخر میں درخواست ہے کہ قارئین، احقر اس کے گھر والوں، والدین، بہن بھائیوں اساتذہ اور دوستوں اعزہ واقارب کے لئے دعائے خیر فرمادیا کریں۔

والآخرة خير لمن اتقىٰ

احقر ثناء اللہ محمود

فاضل جامعہ دارالعلوم کراچی

لیکچرار گورنمنٹ اسلامیہ اینڈ کامرس کالج کراچی

ریسرچ اسکالر شعبہ علوم اسلامی کراچی یونیورسٹی

۲۰، فروری ۲۰۰۵ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للّٰہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علی سید الانبیاء و المرسلین و علی آلہ و اصحابہ الطیبین الطاہرین.

امابعد!

قرآن کریم کے ارشاد کے مطابق تقویٰ اختیار کرنا ہر مسلمان پر لازم ہے اسی کو کامیابی کا مدار اور اس کی کنجی قرار دیا گیا ہے اور متقی شخص اللہ کے ہاں سب سے زیادہ معزز ہے۔

تقویٰ تمام منکرات سے بچنے کو کہتے ہیں۔ منکر (گناہ) کبھی تو کسی معین انسانی عضو کی کارستانی ہوتا ہے یا کبھی نہیں ہوتا۔ انسان کے آٹھ اعضاء ایسے ہیں عام طور سے گناہوں اور منکرات کا تعلق انہی سے ہوتا ہے اس پوری تفصیل کو ہم نو حصوں میں بیان کریں گے۔

فصل اول

﴿دل کے منکرات، گناہ اور آفات کا بیان﴾

(۱) اللہ تعالیٰ سے کفر کرنا

یہ سب سے بڑا گناہ ہے کفر کا مطلب ہے ان چیزوں میں سے کسی ایک چیز پر یا سب پر ایمان نہ لانا کہ جس پر ایمان لانا ضروری ہے۔

ایمان: نبی کریم ﷺ کی لائی ہوئی تمام ضروری باتوں، اعتقادات و احکامات کی دل سے تصدیق اور زبان سے اقرار کو کہتے ہیں۔ (شامی)

ایمان کے لئے زبان سے اقرار اور دل سے تصدیق کرنا ضروری ہے جب کہ زبان سے اقرار کبھی کبھی ضروری نہیں رہتا جیسے کوئی ظالم کافر کسی مومن کو زبردستی کفر کی بات بولنے پر مجبور کردے مگر وہ دل سے مومن ہی ہو تو ایسی صورت میں کفریہ بات منہ سے نکالنے سے کوئی شخص کافر نہیں ہوتا۔ (مفتاح الفلاح)

(۲) کسی بدعت (گھڑے ہوئے نئے) عقیدے کو ماننا

یعنی اہل سنت والجماعت کے عقائد کے برخلاف عقیدہ رکھنا۔

اہل سنت کے مختصر عقائد یہ ہیں۔

(الف) یہ جہان نیا ہے اس کا بنانے والا (اللہ) قدیم ہے اور صفات قدیمہ سے موصوف ہے۔

(ب) اس جیسا کوئی نہیں، نہ کوئی اس کی شبیہہ ہے نہ کوئی ضد ہے۔ اس کی ابتداء ہے نہ انتہا۔ صورت ہے نہ کوئی حد۔ وہ کسی چیز میں حلول کرتا ہے نہ کوئی مخلوق اس جیسی طاقت رکھ سکتی ہے۔ حرکت اور انتقال اس کے لئے کہنا صحیح نہیں۔ اس

میں نہ جھل ہے نہ کذب اور نہ کوئی نقص۔ آخرت میں اس کا دیدار ہوگا اس کی جگہ کوئی نہیں نہ کوئی سمت ہے۔ جو اللہ چاہتا ہے وہی ہوتا ہے جو نہیں چاہتا وہ نہیں ہوسکتا اور اس کی مرضی کے بغیر کوئی کچھ کر بھی نہیں سکتا۔ وہ کسی چیز کا محتاج نہیں اور نہ ہی اس پر کوئی چیز واجب ہے تمام مخلوقات اسی کے حکم اور قدرت سے پیدا ہوئی ہے۔ (مفتاح الفلاح)

(ج) فنا ہونے کے بعد جسموں کا دوبارہ لوٹنا، (حشر) عذاب قبر، حساب کتاب، پل صراط، میزان وغیرہ پر ایمان لانا ضروری ہے۔

(د) کافر ہمیشہ جہنم میں رہے گا، گنہگار مسلمان ہمیشہ اس میں نہیں رہیں گے۔ (شرح العقائد)

(ر) معافی، اور شفاعت حق ہے۔ (کتب عقائد)

(س) قیامت کا آنا حق ہے۔ اس کی نشانیوں میں سے دجال کا نکلنا، یاجوج ماجوج کا نکلنا، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول، سورج کا مغرب سے طلوع ہونا، اور ایک زمینی جانور کا نکلنا ہے جو سب حق اور سچ ہے۔ (مفتاح الفلاح)

(ص) سب سے پہلے نبی حضرت آدم علیہ السلام اور سب سے آخری نبی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔

(ع) سب سے پہلے خلیفہ حضرت ابوبکر، دوسرے حضرت عمر، تیسرے حضرت عثمان، چوتھے حضرت علی رضی اللہ عنہم ہیں اور افضلیت کی ترتیب بھی یہی ہے۔

(غ) کسی صحابی پر تنقید یا اس کی تنقیص کرنا یا اہل قبلہ کی خواہ مخواہ تکفیر کرنا، گناہ اور اہل سنت سے خروج کا سبب ہے۔

(ف) غرضیکہ قرآن کریم کے جملہ اور سنت کے کسی صریح متواتر حکم کی مخالفت یا تکذیب کفر ہے۔ (شامی)

(۳) دل کے منکرات

دل کے منکرات میں سے ایک ''جہالت'' ہے۔ جہالت، علم کی ضد ہے۔ اس

کی دوقسمیں ہیں۔جہل بسیط،جہل مرکب۔

جہل بسیط:ان باتوں کا نہ جاننا کہ جن باتوں کا جاننا ضروری ہے۔یعنی انسان کو اپنی ذات کے منافع کے لئے جتنا شرعی اور دنیاوی علم حاصل کرنا ضروری ہے، اس سے وہ لاعلم ہو۔ایسے انسانوں کو جانور بلکہ اس سے بھی بدتر کہا گیا ہے۔

جہل مرکب: کسی چیز کا غلط علم ہونا۔یعنی کسی چیز کی حقیقت کے برخلاف کوئی بات سمجھ لی جائے اور اسی کو صحیح سمجھا جائے۔ یہ پہلی جہالت سے بھی بدتر ہے۔

(مفتاح الفلاح)

(۴) دل کے منکرات میں سے ایک ''گناہوں پر اصرار'' بھی ہے یعنی گناہوں کے کرنے کا مستقل ارادہ ہونا، چاہے گناہ کبھی کبھی ہی صادر ہوتے ہوں۔ اگر گناہوں پر ندامت ہو اور رجوع الی اللہ کرتا رہے تو یہ اصرار نہیں کہلاتا، اگرچہ دن میں ستر بار ہی گناہ کیوں نہ کرے۔ (حدیث میں اسی طرح آیا ہے) اصرار کا نقصان بیان کا محتاج نہیں، اتنا کافی ہے کہ اس سے صغیرہ گناہ بھی کبیرہ بن جاتے ہیں۔(الزواجر)

گناہ کا توڑ توبہ اور رجوع ہے۔یعنی گناہ کے ارادے سے رجوع کرلیا جائے اور اللہ کی عظمت اور خوف کے ساتھ یہ عزم کیا جائے کہ آئندہ گناہ نہیں کرے گا اور توبہ کرنا گناہ کے فوراً بعد واجب ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں جابجا توبہ کرنے کا حکم فرمایا ہے۔فرمایا:یَاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْا اِلَی اللّٰہِ تَوْبَۃً نَّصُوْحاًo۔(مفتاح الفلاح)

(۵) ریاء

دل کے منکرات میں سے ایک ''ریاء'' بھی ہے۔''ریاء'' آخرت کے عمل سے دنیاوی نفع کا ارادہ کرنے کو کہتے ہیں۔(الزواجر)

یہ حرام ہے۔ اس کا توڑ اخلاص ہے۔ اخلاص کا مطلب ہے کہ دنیاوی نفع سے ہٹ کر خالصتاً اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے عمل کیا جائے۔(مفتاح الفلاح)

(۶) تکبر

دل کے منکرات میں سے ایک کبر یا تکبر ہے۔ تکبر اپنے آپ کو بڑا سمجھنے کو کہتے ہیں البتہ اپنے کارنامے یا صلاحیت پر خوشی کو تکبر نہیں کہتے۔ تکبر حرام ہے، اس کا توڑ کسر نفسی ہے چنانچہ ہر معاملے میں خود کو کمتر سمجھا جائے اور معاملے پر محنت بھی کی جائے۔ (مفتاح الفلاح)

(۷) کسی کی تحقیر کرنا

یہ بھی دل کا منکر ہے کہ کسی شخص کو حقارت کی نظروں سے دیکھا جائے، مثلاً طالب علم یا عالم، اپنے علم اور شغل کی وجہ سے دوسروں کو کمترین سمجھے اور کسی کے ہاں نہ جائے کہ یہ مجھ سے کمتر ہیں۔ (مفتاح الفلاح۔ الزواجر)

اس کا توڑ یہ ہے کہ خود کو تمام مخلوق میں سب سے کمتر سمجھا جائے اور تواضع اختیار کیا جائے۔ یہ سوچ لیا جائے کہ فلاں ہوسکتا ہے اللہ تعالیٰ کے ہاں زیادہ مقرب ہو۔

(۸) عُجب

یعنی اپنے نیک عمل کو بہت بڑا سمجھنا اور اس کے ذریعے اپنے نفس یا لوگوں سے شرف کے حصول کی تمنا رکھنا یہ بھی دل کا منکر ہے۔ کبھی کبھی اس کا اطلاق نعمت کو بڑا سمجھنے اور منعم حقیقی اللہ تعالیٰ کو بھول کر اپنی طرف نسبت کرنے پر بھی ہوتا ہے۔ جیسے کہے میں انجینئر بن گیا، عالم بن گیا، میں حافظ ہوں وغیرہ۔ بلکہ یوں کہنا چاہیئے کہ اللہ کے فضل سے میں انجینئر یا عالم یا حافظ بن گیا ہوں۔

اس کا توڑ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے احسان کا ذکر کیا جائے اور کہا جائے کہ یہ سب اللہ تعالیٰ کی توفیق اور احسان سے ممکن ہوا۔ (مفتاح الفلاح)

(۹) حسد کرنا

کسی شخص کی دینی یا دنیاوی صلاحیت (جو آخرت کو مضر نہ ہو) کے زائل ہو

جانے کی تمنا یا زائل کرنے کا ارادہ کرنا، حسد کہلاتا ہے۔ اگر ایسا خیال دل میں بے اختیار آجائے اور آنے کے بعد خیال کی تردید بھی دل کر دے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔

البتہ اگر یہ خیال اختیار اور مرضی سے آئے اور اس پر عمل کر لیا جائے یا زبان وغیرہ سے اس کا اظہار کر دیا جائے تو حسد بالاتفاق حرام ہے۔ (الزواجر)

اگر اس پر عمل نہ کیا جائے بلکہ صرف دل سے ہی حسد کیا جائے اور دوسرے سے جلتا رہے تو اس حسد کے حرام ہونے میں اختلاف ہے لیکن اس حد سے بچنا زیادہ ضروری ہے اس لئے کہ اس کے مفاسد بہت زیادہ ہیں۔ (الزواجر۔ مفتاح الفلاح)

اگر دوسرے شخص کی صلاحیت سے چڑ نہ ہو اور نہ ہی اس کے زوال کا ارادہ کرے بلکہ یہ چاہے کہ ایسی صلاحیت مجھ میں بھی آجائے تو اسے ''رشک'' کہا جاتا ہے یہ حرام نہیں بلکہ قابل تعریف ہے اور قرآن میں اچھی صلاحیتوں کے حصول کی ترغیب دی گئی ہے۔

اگر کسی شخص کی صلاحیت میں نیکی نہ ہو بلکہ فساد اور گناہ ہو۔ اگر کوئی ایسی صلاحیت کے زوال اور اسے اس تک نہ پہنچنے دینے کا ارادہ کرے تو یہ اللہ تعالیٰ کی مومن کو دی ہوئی غیرت سے پیدا ہوتا ہے یہ اللہ تعالیٰ کی ناپسندیدہ چیز اور گناہ کی کراہت کی وجہ سے ہے اور ایسا ارادہ اور سوچ واجب اور عین ایمان ہے۔

حسد کا توڑ خلوص ہے، خلوص کسی پر اللہ تعالیٰ کی نعمت کے برقرار رہنے کی تمنا اور ارادے کا نام ہے۔ (مفتاح الفلاح)

(۱۰) بخل، کنجوسی

دل کے منکرات و آفات میں سے ایک کنجوسی بھی ہے۔ کنجوسی کہا جاتا ہے کہ جہاں مال خرچ کرنا ضروری ہو وہاں بھی خرچ کرنے سے باز رہا جائے۔ یا مروت میں جہاں خرچ کرنا ہو وہاں نہ خرچ کیا جائے۔ (مفتاح الفلاح)

کنجوسی لوگوں اور ان کے احوال کے مختلف ہونے سے کئی اقسام تک جا پہنچتی

ہے۔سب سے بدتر کنجوسی وہ ہے جو اپنی غذا لباس اور دوا پر بھی خرچ نہ کیا جائے۔(مفتاح الفلاح)

(۱۱) فضول خرچی

دل کے منکرات میں سے ایک ''فضول خرچی'' ہے جسے اسراف کہتے ہیں۔ اسراف اسے کہا جاتا ہے کہ جہاں مال خرچ نہ کرنا ہو وہاں خوب خرچ کیا جائے، خرچ کرنے کی وجہ شرعی ہو یا مروت کی۔ مخالفت شرع میں فضول خرچی حرام ہے اور مروت کی مخالفت میں مکروہ ہے۔

فضول خرچی کا توڑ اعتدال اور میانہ روی ہے کہ ضرورت میں کنجوسی نہ کی جائے اور خرچ کرنے میں فضول خرچی نہ کی جائے۔(مفتاح الفلاح)

سخاوت، وہ خوبی ہے جو انسان کو واجب مقدار سے زائد اور اس سے ہٹ کر محض ثواب کی نیت سے یا سخاوت کی فضیلت کے حصول یا کنجوسی کی رذالت سے دور کرنے کے لیے خرچ کرنے پر ابھارے ان باتوں کے علاوہ کوئی غرض نہ ہو۔

بہترین اور اعلیٰ درجے کی سخاوت ''ایثار'' ہے اور ایثار کا مطلب یہ ہے کہ اپنی ضرورت ہونے کے باوجود دوسرے ضرورت مند پر مال خرچ کیا جائے۔(مفتاح الفلاح)

(۱۲) کفرانِ نعمت (ناشکری کرنا)

دل کے منکرات میں سے ایک ''ناشکری ہے۔ ناشکری کی ضد ''شکر'' ہے یعنی نعمت دینے والے کی نعمت کے بدلے اس کی تعظیم اس حد تک کی جائے جو نعمت دینے والے کی نافرمانی سے روک دے۔

نعمت کی حقیقت کی پہچان کو بھی شکر کہہ دیا جاتا ہے۔(مفتاح الفلاح)

بہر حال اس گناہ سے بچنے کے لئے شکر گزاری کا شیوہ اختیار کیا جائے اور شکر کے لئے کم از کم الحمدللہ ضرور کہا جائے۔

(۱۳) مطلب نہ نکلنے پر خدا سے ناراضگی

دل کا ایک منکر یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فیصلے پر ناخوش ہو اور اس پر دل تنگ کیا جائے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ کسی مصلحت کی وجہ سے کسی شخص کو ایک نعمت سے محروم کر دیتے ہیں یا اس نعمت کا کوئی اور شخص زیادہ مستحق ہوتا ہے اسے دے دیتے ہیں اس پر ناراض نہیں ہونا چاہیئے۔ (مفتاح الفلاح)

توڑ:

اس کا توڑ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے راضی رہا جائے۔ راضی ہونے کا مطلب یہ ہے کہ کچھ مل جائے یا ہاتھ سے نکل جائے دونوں صورتوں میں دل مطمئن رہے۔

(عدۃ الصابرین)

جیسے کہ ایک بزرگ جو بہت بڑے تاجر تھے انہیں کسی نے اطلاع دی کہ آپ کا تجارتی مال سے بھرا جہاز ڈوب گیا تو انہوں نے الحمدللہ کہا، پھر بعد میں اطلاع ملی کہ جہاز ڈوبنے کی اطلاع غلط تھی تو پھر انہوں نے ''الحمدللہ'' کہا۔ کسی نے پوچھا کہ دونوں اطلاعات پر الحمدللہ کہنے کی کیا وجہ تھی؟ تو انہوں نے فرمایا کہ مال چلے جانے کی اطلاع پر میں نے دل کو دیکھا کہ اللہ تعالیٰ سے راضی ہے اس پر الحمدللہ کہا، اور مال چلے جانے کی تردید پر بھی میرا دل اللہ تعالیٰ ہی کا شکر گزار تھا اس پر ''الحمدللہ'' کہا۔ (مخزن اخلاق)

(۱۴) شکوہ اور جزع کرنا

دل کے منکرات میں سے شکوہ اور جزع (رونا پیٹنا) بھی ہے۔ یعنی مصائب اور مشکلات کو برداشت نہ کرنے کی وجہ سے زبان سے اس کا اظہار کرنا یا دل کی گھٹن کو فعل سے ظاہر کرنا۔ رونا پیٹنا، یا شکوہ کرنا کہ اے اللہ! تو نے یہ کیا کر دیا۔ کیوں کر دیا۔ کیا میں ہی نظر آیا تھا (نعوذ باللہ) یا اس جیسے اور الفاظ کہنا۔ (الزواجر)

اس مرض میں ہمارے ہاں خواتین بہت مبتلا ہیں ان کو اس کا زیادہ خیال رکھنا

چاہیئے۔

اس کا توڑ ''صبر'' ہے اور وہ اپنے آپ کو رونے پیٹنے سے باز رکھنے کو کہا جاتا ہے۔ (مفتاح الفلاح)

(۱۵) اللہ تعالیٰ سے بے خوف ہونا (استخفاف)

دل کے منکرات میں سے ایک ''اللہ تعالیٰ پر جرأت رکھنا اور اس کے عذاب سے بے خوف ہونا بھی ہے یعنی بے خوف ہو کر گناہوں میں مبتلا رہنا۔ یہ کفر ہے۔ (شامی)

اس کا توڑ، اللہ تعالیٰ کا خوف ہے اگر یہ خوف عظمت اور ہیبت کے ساتھ ہوتو اسے خشیت کہا جاتا ہے اس کی حقیقت ایک کرنٹ کی طرح ہے جو دل میں کسی برے گمان کے ساتھ پیدا ہوتا ہے اور رنجیدہ کر دیتا ہے اور ''رنج'' خوشی کے ہٹ جانے اور گذشتہ گناہ پر افسردہ اور عمر رفتہ اور معصیت پر تأسف اس کے اظہار کو کہتے ہیں۔

(مفتاح الفلاح)

خشوع:

حق کے سامنے دل کے غمگین حالت میں ٹھہرنے کو کہتے ہیں بعض حضرات نے کہا ہے کہ خشوع اللہ تعالیٰ کے لئے دلوں کے جھکانے کا نام ہے۔

(درس مثنوی، مفتاح الفلاح)

یقین

صوفیہ کی اصطلاح میں دل پر علم کے غلبہ اور چھا جانے کو کہتے ہیں۔

عبودیت

یہ ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کا ہر حال میں اس طرح بندہ رہے جس طرح اللہ تعالیٰ اسُ کا ہر حال میں رب ہے۔ عبودیت میں عبادت کا معنی پوری طرح واضح ہے۔

ان تمام باتوں کے لئے انسان کی آزادی ضروری ہے اور آزادی کا مطلب ہے کہ انسان تمام مخلوقات کی غلامی سے آزاد ہو اور اس پر کسی کی حکومت نہ چلے۔

اسی طرح اس کے لئے ارادہ ضروری ہے۔ ارادہ کا مطلب یہ ہے کہ حق کی تلاش میں عادت کے خلاف دل کو تیار کرنا۔ (مفتاح الفلاح)

(۱۶) اللہ کی رحمت سے مایوس ہونا

دل کے منکرات میں سے "اللہ تعالیٰ سے مایوس ہونا" بھی ہے۔ مایوسی کا مطلب اللہ تعالیٰ کی رحمت اور فضل کے کھو دینے کا تذکرہ کرنا اور دل کو اس سے توڑ لینا یہ بھی بڑا گناہ ہے۔ (الزواجر۔ مفتاح الفلاح)

اس سے کفر کا بھی سخت اندیشہ ہے۔ اس کا توڑ "امید" ہے "امید" کا مطلب "اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم کی معرفت سے دل کا مطمئن ہونا اور اس کی رحمت کی وسعت کی طرف متوجہ رہنا" ہے۔ (مفتاح الفلاح)

(۱۷) گنہگاروں سے محبت

دل کے منکرات میں سے ایک گناہگاروں سے محبت بھی ہے۔ قرآن کریم میں اس کی صاف ممانعت ہے۔ یعنی گناہگار لوگوں کو پسند کیا جائے انہیں آئیڈیل بنایا جائے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے دشمنوں، نافرمانوں، منافقوں اور کافروں کو پسند کرنا، ان جیسا حلیہ بنانا، ان کی تہذیب اختیار کرنا۔

اس کا توڑ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے ہر گنہگار سے اس کے گناہ پر بغض رکھا جائے خاص طور سے مبتدعین اور ظالموں سے کیونکہ ان کا گناہ متعدی ہے یعنی دوسرے لوگ اس گناہ سے متأثر ہوتے ہیں تو ان سے بغض کا اظہار بھی ضروری ہے یعنی ان سے بیزار ہونے کا تذکرہ کرتا رہے۔ (ملخص۔ الزواجر۔ مفتاح الفلاح)

(۱۸) علماء اور نیک لوگوں سے نفرت کرنا

دل کے منکرات میں سے علماء اور صالح لوگوں سے نفرت بھی ہے۔ آج کل

جعلی مولویوں اور درباری مولویوں کی وجہ سے لوگوں میں تمام علماء سے نفرت پیدا ہو رہی ہے جس کا سدباب بے حد ضروری ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ جعلی مولویوں کو اپنے سر پر مسلط کرنے کے ذمہ دار عوام لوگ خود ہیں اس لئے کچھ اپنی فکر بھی کرنی چاہیئے۔ ورنہ جیسی روح ویسے فرشتے۔

دوسری وجہ نفرت کی غیر اسلامی معاشرت و سیاست بھی ہے جو کافروں، منافقوں کو خوش کرنے کے لئے علماء سے نفرت اور دشمنی پر مجبور کرتی ہے۔

اس کا توڑ یہ ہے کہ علماء سے اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے محبت کی جائے۔ (مفتاح الفلاح)

اور اچھے برے کی تمیز کے لئے علماء کی صحبت سیکھنے اور عمل کرنے کے لئے کی جائے، صحبت اختیار کرنے میں تنقید یا عیوب تلاش کرنے کی نیت نہ ہو۔

(۱۹) تعلیق (نعمتوں کو اللہ تعالیٰ کے بجائے مخلوق سے منسوب کرنا)

اس کا مطلب یہ ہے کہ انسان اپنے کاموں کے بارے میں اللہ کے بجائے اپنے اعضائے جسم کی طرف نسبت کرے مثلاً یوں کہے کہ میں نے اپنے ہاتھ سے روزی کمائی۔ صحیح یہ ہے کہ یوں کہے کہ اللہ نے مجھے روزی دی۔

اس کا توڑ ''توکل'' ہے وہ یہ ہے کہ اپنے کاموں کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف کی جائے۔ بعض لوگوں نے توکل کی دوسری تعریفیں کی ہیں۔

(۱) ہر بات کو اللہ کی طرف کہنا۔

(۲) ہر بات کو اللہ کی ذمہ داری پر چھوڑنا

(۳) طاقت انسانی سے آگے کی کوشش کو چھوڑ دینا

یعنی اسباب سے آگے۔ اور اسباب کے تحت کوشش کرنا مذموم نہیں ہے۔ (مفتاح الفلاح)

(۲۰) حب جاہ

دل کے منکرات میں سے ایک ''حب جاہ'' ہے یعنی عہدہ اور عزت کی طلب اور خواہش کرنا۔ اگر یہ عزت کی طلب، کسی حرام کام یا خواہشات نفسانی کے لئے ہو تو حرام ہے۔ (الزواجر۔ مفتاح الفلاح)

اگر عزت وعہدے کی طلب، حق حاصل کرنے، یا کسی مستحب یا مباح مقصود کی تحصیل کے لئے ہو یا ظلم دور کرنے، عبادت کے لئے فراغت حاصل کرنے، حق کو نافذ کرنے یا دین کے اعزاز، مخلوق کی اصلاح، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر وغیرہ کے مقصد سے ہو تو پھر اگر یہ ممنوع باتوں مثلاً ریاء، تلبیس، واجب یا سنت کے چھوڑنے کے بغیر ہو سکتی ہے تو پھر نہ صرف جائز بلکہ مستحب بھی ہے ورنہ نہیں۔ اس لئے کہ نیت حرام اور مکروہ باتوں میں مؤثر نہیں۔ یعنی اچھی نیت سے حرام حلال نہیں ہو جاتا۔ اگر یہ مال حاصل کرنے کے لئے ہو اور حلال ذریعے سے مال حاصل کیا جائے تو یہ حرام نہیں مگر مذموم ہے اس لئے کہ یہ شخص ایسی صورت میں دباؤ کے ذریعے مال حاصل کرے گا یا لوگ خود خوف کھا کر دیں گے یا کاروبار کرنے میں اس کے عہدے کی وجہ سے روک ٹوک نہ کی جا سکے گی۔

البتہ ایسی ''جاہ'' جس کی اسے کوئی محبت نہ ہو اور نہ ہی حرص ہو تو یہ مذموم نہیں۔ انبیاء اور خلفاء راشدین کی جاہ سے بڑھ کر کوئی جاہ نہیں ہو سکتی۔ (مفتاح الفلاح)

(۲۱) مذمت اور عار کا خوف ہونا

اس کی وجہ سے حق سے پیچھے ہٹنے کو جی چاہتا ہے۔ (مفتاح الفلاح)

ظاہر ہے کہ حق سے پیچھے ہٹنے کا جذبہ کسی بھی طرح لائق تحسین نہیں ہے اس کا توڑ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حکم کو پورا کرنے کے لئے انبیاء کرام کی زندگی کو سامنے رکھے اور جس طرح انہوں نے مذمت کی پرواہ کئے بغیر اپنا کام انجام دیا خود حق پر قائم رہنے کا جذبہ پیدا کرے۔

(۲۲) خواہشات نفسانی کی پیروی کرنا

دل کے منکرات میں سے ''خواہشات نفسانی کی پیروی کرنا بھی ہے یعنی دل کی خواہش پر عمل کرے، چاہے جائز ہو یا ناجائز۔

اس کا توڑ مجاہدہ ہے اس کا مطلب ہے کہ نفس کو اس کی پسندیدہ چیزوں سے ہٹا دیا جائے اور اس کے خواہشات کے خلاف چلایا جائے۔ (مفتاح الفلاح)

(۲۳) اُمل (امید)

دل کے منکرات میں سے ایک ''أَمَــل'' یعنی امید ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ طویل مدت یا وقت اجل سے بھی زائد اپنی زندگی کو چاہنا اس کی امید کرنا۔ یعنی بغیر کسی استثناء اور بغیر کسی نیکی کی شرط کے زندگی کی آس اور آرزو کرتے رہنا۔

البتہ استثناء یا نیکی کے ارادے سے طویل زندگی کی امید کرنا تاکہ عبادت زیادہ کرے تو یہ امید مذموم نہیں بلکہ مستحب ہے۔

اگر امید حرام چیزوں کی لذت حاصل کرنے کے لئے ہو تو حرام ہے ورنہ حرام نہیں لیکن مذموم ہے۔ (مفتاح الفلاح)

(۲۴) طمع (حرص)

دل کے منکرات میں سے ایک طمع ہے، اس کا مطلب ہے کسی لذت والی چیز کو چاہنا۔

اس کی تفصیل یہ ہے کہ اگر حرام چیز کا ارادہ کیا جائے تو حرام ہے اور دوسری چیزوں کا ارادہ حرام نہیں البتہ مذموم ہے اور سب سے بدترین طمع لوگوں سے مال وغیرہ کی طمع کرنا ہے۔ (مفتاح الفلاح)

طمع کا توڑ ''تفویض'' ہے یعنی اپنے مصلحتوں کو اللہ تعالیٰ پر چھوڑ دیا جائے کہ میری ضروریات اللہ تعالیٰ ہی پورا کرے گا۔

البتہ نیک کاموں مثلاً خدمت، نماز، صدقہ وغیرہ کی طمع مذموم نہیں ہے۔(مفتاح الفلاح)

(۲۵) کینہ

دل کے منکرات میں سے ایک کینہ بھی ہے وہ یہ ہے کہ کسی کو اپنے دل پر خواہ مخواہ بوجھ بنا لیا جائے اور اس سے نفرت کی جائے اور اس شخص نے کوئی ظلم بھی نہیں کیا ہو۔ بلکہ کینہ کسی غلطی کی وجہ سے دل میں ہو اور اس کی برائی آجائے اور دل ہمیشہ اس کی مخالفت کرتا رہے۔ تو اب اگر یہ اس غلطی کا خود مداوا کر سکتا ہے اور اپنا حق وصول کر سکتا ہے تو اسے معاف کرنا زیادہ بہتر ہے اور اگر حق لینے پر قادر نہیں ہو سکتا تو اس کو قیامت تک مؤخر کر دے البتہ معاف کر دینا پھر بھی بہتر ہے۔

(ملخص۔ الزواجر۔ مفتاح الفلاح مع اضافہ)

البتہ اپنا حق بغیر کسی زیادتی کے وصول کر لینا عدل ہے اور کبھی کبھی یہ معافی سے زیادہ بہتر ہوتا ہے مثلاً کسی کو معاف کرنے سے اس کا ظلم بڑھنے کا اندیشہ ہو، یا اس کا فسق و فجور عام ہونے کا اندیشہ ہو تو بھی بدلہ لینا زیادہ افضل ہے۔(مفتاح الفلاح)

(۲۶) شماتة (مخالف کی مصیبت پر خوش ہونا)

یہ بھی دل کے منکرات میں سے ہے اس کا مطلب ہے کسی دشمن یا مخالف کی مصیبت یا کسی غم میں مبتلا ہونے پر خوش ہونا۔ اور یہ بہت زیادہ مذموم ہے۔ خاص طور سے اس وقت جب اسے اپنی کرامت سمجھ لیا جائے کہ میری دشمنی اور مخالفت کی وجہ سے اس پر یہ مصیبت آئی ہے یا میری بددعا اسے لگ گئی ہے۔(مفتاح الفلاح)

ہونا یہ چاہیئے کہ اس مصیبت کو اس کا حیلہ سمجھے اور اس پر سے اس مصیبت کے دفعیہ کے لئے دعا بھی کرے۔

لیکن اگر مصیبت زدہ شخص بہت ظالم ہو اور اس مصیبت کی وجہ سے اس کے ظلم کا خاتمہ یا روک تھام ہو گئی ہو تو پھر دعا کرنا جائز نہیں اور ظالم کے خاتمے پر خوش ہونا

بھی مذموم ہے۔(مفتاح الفلاح)

کیونکہ موت کسی کی بھی ہو برحق ہے اور ہر شخص کو اس مرحلے سے گذرنا ہے لہٰذا ظالم اور دشمن کی موت سے قلبی سکون ہونا الگ بات ہے لیکن اس پر خوشی کا اظہار کرنا مذموم ہے کیونکہ موت سے کسی کو مفر نہیں۔ اس لئے اس گناہ سے بچنے کے لئے ایسے وقت اپنی موت کو یاد کرے اور اس شخص کی دشمنی کو اسی کے ساتھ دفن کر دے۔ دل میں وسعت پیدا کرے اور اس کے لئے دعائے خیر کرے۔

(۲۷) بول چال بند کر دینا

دنیاوی امور کی وجہ سے تین دن سے زیادہ کسی سے بول چال بند کر دینا بھی دل کے منکرات میں سے ہے۔ البتہ دینی امور کی وجہ سے، کسی معصیت کی وجہ سے تادیباً اگر ناراضگی اختیار کی جائے تو نہ صرف جائز بلکہ مستحب ہے، آنحضرت ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے اسی طرح منقول ہے۔ (لیکن یہ حکم صرف مردوں کے آپس میں اور محارم خواتین کے بارے میں ہے، غیر محرم سے تو بلا ضرورت بات کرنا ہی ناجائز ہے وہاں یہ حکم لاگو نہیں ہوگا)۔ اسی طرح عورتوں کے لئے عورتوں کے آپس میں اور محرم مردوں کے بارے یہ حکم ہے)۔

(۲۸) غدر

کسی سے عہد یا معاہدہ کو خوامخواہ یا بغیر اجازت توڑ ڈالنا غدر کہلاتا ہے اور یہ بھی دل کے منکرات میں سے ہے اور حرام ہے۔(الزواجر)

اس کا توڑ عہد کی حفاظت ہے البتہ ضرورت کے وقت مشورہ اور اجازت سے عہد و معاہدہ کو ختم کر دینا جائز ہے اور فریق ثانی اگر شریعت کی خلاف ورزی کرے یا زیادتی کرے اور معاہدہ باقی رہنے میں شرعی یا جانی مالی نقصان ہوتا ہو تو بغیر اجازت توڑ دینا صرف جائز نہیں بلکہ واجب ہے۔(مفتاح الفلاح)

(۲۹) خیانت کرنا

خیانت کرنا دل کے منکرات میں سے ہے اور حرام ہے۔ خیانت کا مفہوم عام ہے امانت کو بلا اجازت استعمال کرنا اس کا اولین مفہوم ہے اور نوکری، سبق، راز اور دوسرے معاملات میں اصول کی خلاف ورزی بھی خیانت میں شامل ہے مثلاً نوکری میں پورا ٹائم نہ دینا۔ طالب علم کا سبق یاد نہ کرنا۔ اساتذہ یا طلبہ کا مدرسہ یا اسکول یا دفتر پابندی سے نہ آنا، راز افشا کر دینا یہ سب خیانت میں شامل ہے۔ (ملخص۔ الزواجر۔ مفتاح الفلاح)

اس گناہ کا توڑ یہ ہے کہ اپنے فرائض کو بحسن خوبی ادا کیا جائے اور دوسرے کے حقوق کا خیال رکھا جائے، امانت کا احساس پیدا کیا جائے۔

(۳۰) وعدہ خلافی کرنا

وعدہ خلافی کرنا حرام ہے۔ اور یہ بھی دل کے گناہوں میں سے ایک ہے یعنی کسی سے وعدہ کیا جائے اور وقتِ مقررہ پر اسے پورا نہ کیا جائے اس کا توڑ وعدہ پورا کرنا ہے۔ گو وعدہ خلافی کی نیت سے وعدہ کرنا صریح جھوٹ ہے اور حرام ہے۔ اور پورا کرنے کی نیت سے وعدہ کرنا جائز ہے۔ وعدہ پورا کرنا بعض علماء کے نزدیک مستحب ہے اور بہت سے علماء کے نزدیک واجب ہے قرآن میں اس کا حکم دیا گیا ہے۔

احناف کے نزدیک حتی الامکان وعدہ پورا کرنا واجب ہے۔ کسی مجبوری یا ضرورت کے تحت پورا نہ کرنا جائز ہے۔ خواہ مخواہ وعدہ پورا نہ کرنے سے گناہ ہوتا ہے۔ (خلاصۃ الزواجر و مفتاح الفلاح)

(۳۱) سوءِ ظن (بدگمانی کرنا)

اللہ تعالیٰ اور مؤمنین سے برا گمان رکھنا محض وہم یا شک کے بناء پر حرام ہے۔ اور اہلِ معصیت اور کھلم کھلا فاسقوں سے یا جس پر ایسے قرائن دلالت کریں اور

غالب گمان ہو جائے تو ان سے سوءِ ظن رکھنا درست ہے اور یہ سوءِ ظن نہیں ہے۔(الزواجر۔مفتاح الفلاح)

سوءِ ظن کا توڑ اللہ تعالیٰ اور مؤمنین سے حسن ظن رکھنا ہے۔اللہ سے حسنِ ظن رکھنا واجب ہے اور مؤمنین سے مستحب۔اور یہ حکم اس مؤمن کا ہے جس کے بارے میں شک ہو۔البتہ جو مؤمن ظاہر میں عادل اور پرہیز گار ہو اس پرہیز گار کو بلاوجہ غلط سمجھنا حرام ہے۔البتہ معاملات کا مسئلہ مختلف ہے۔(مفتاح الفلاح)

(۳۲) نحوست یا بدشگونی لینا

کسی چیز سے بدشگونی لینا حرام ہے کیونکہ حدیث میں اس کی سخت ممانعت ہے اور بدشگونی لینا شرکیہ ذہن کی پیداوار ہے اس لئے اس سے گریز کرنا چاہیئے۔

اس کا توڑ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے ہر معاملے میں بھلائی کی امید رکھی جائے اور مخلوق و واقعات کو غیر مؤثر سمجھا جائے۔(مفتاح الفلاح)

(۳۳) مال و دولت کی محبت

(حب مال) دولت روپیہ پیسہ کو پسند کرنا۔اسی کے پیچھے پڑے رہنا، دل کے منکرات و گناہوں میں سے ہے۔محض اپنی ذات کے عیش و تعیش کے لئے دولت جمع کرنا دولت کے لئے کوشش مذموم ہے۔حرام مقاصد کے لئے حرام ہے اور حلال مقاصد کے لئے حرام تو نہیں البتہ مذموم ہے۔دینی امور، صدقہ اور غریبوں کی مدد کے لئے ایسا کرنا مذموم بھی نہیں۔(مفتاح الفلاح)

(۳۴) دنیا کی محبت

دنیا کی محبت کا مطلب یہ ہے کہ دنیا کی چیزوں، خواہش اور لذات کو وقت اجل سے پہلے حاصل کرنے کی طلب ہو۔اس کا حکم بھی مال کی محبت کی طرح ہے۔دنیا کی محبت اور اس کے پیچھے پڑنے کی مذمت میں بے شمار قرآنی آیات اور احادیث آئی

ہیں مختصر یہ کہ دنیا کی طلب دنیا کا حصول، اللہ تعالیٰ کی طرف سے دیئے گئے وقت سے پہلے حاصل کرنے کی کوشش کرنا اور کوشش میں ایسا لگ جانا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی یاد اور اس کے حکم سے غافل کر دے یقیناً مذموم ہے۔ لیکن اگر خدا کی یاد سے غافل نہ ہو اور فرائض کو اپنے وقت پر بجا لاتا رہے تو مذموم نہیں ہے۔ خدا کی یاد سے غفلت کا مطلب یہ ہے کہ ہر وقت اس کے ذہن میں دنیا کے حصول کی بات رہے۔ (واللہ اعلم)

اس کا توڑ ''زہد'' یعنی دنیا سے کراہت کرنا اور دل پر اس کے اثرات کا نہ پڑنے دینا ہے۔ (مفتاح الفلاح)

(۳۵) لالچ

دل کے منکرات میں سے یہ بھی ہے کہ مال ہونے کے باوجود زیادہ مال کو چاہا جائے اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو ملا ہے اس پر صبر نہ آئے اور دوسری چیزوں یا دوسرے کے مال کی طرف نظریں لگائی جائیں۔

اس کا توڑ ''قناعت'' ہے یعنی کم کو بہت سمجھنا اور اسی پر صبر کرنا۔ (مفتاح الفلاح)

(۳۶) بے وقوفی

یہ بھی دل کے منکرات میں سے ہے اس کا مطلب عقل کی کمزوری، خفت اور کھردراپن ہے۔

اس کا علاج رشد، یعنی قوت عقل، اس کا کمال ہے یعنی ہر بات کو سمجھنے کی کوشش کرنا، بات کو سمجھے بغیر اس پر عمل نہ کرنا، غور وفکر کرنے کی صلاحیت پیدا کرنا بے وقوفی سے نکال دیتا ہے۔ (مفتاح الفلاح، اخبار الحمقی والمغفلین)

سستی

سستی بھی دل کے منکرات میں سے ہے اس کا مطلب فوری نوعیت کے کام کو کسی اور وقت کے لئے مؤخر کر دینا'' اور جی چرانا ہے۔

اس کا توڑ چستی ہے یعنی ہر کام کو اس کے وقت پر کرنا اور جی نہ چرانا۔ سستی ہر حال میں مذموم ہے مشہور مقولہ ہے آج کا کام کل پر مت ٹالو۔

(۳۸) جلد بازی

اپنے مقصد کو حاصل کرنے کے لئے جلدی کرنا یا ذہن میں آتے ہی اس کو کر لینا، یعنی غور وفکر، اور اچھی طرح اس کے نتائج وعواقب کو سمجھے بغیر اس کی تمام جزئیات کو بروئے کار لائے بغیر اس کام کو سرانجام دے دینا، جلد بازی کہلاتا ہے اور اس سے بہت نقصان ہوتا ہے۔ یہ بعض اوقات حرام اور بعض اوقات مکروہ کے درجے میں ہوتی ہے۔ (مفتاح الفلاح)

اس کا توڑ، بردباری اور تحمل ہے کہ اچھی طرح اسے برداشت کر کے سوچا سمجھا جائے پھر عمل کیا جائے۔

(۳۹) وقت کو ٹالنا

دل کے منکرات میں سے دینی اعمال کو ٹالنا بھی ہے یعنی ہر کام کے لئے یہ کہے کہ تھوڑی دیر بعد کرلوں گا اور اخروی اعمال میں تو یہ بہت زیادہ مذموم ہے اس کا توڑ فوری طور پر دینی امور کو انجام دینا اور دوسروں سے زیادہ کرنے کی کوشش کرنا ہے۔

(۴۰) سخت دل ہونا

منکرات دل میں سے ''دل کا سخت ہونا'' بھی ہے، دل کے سخت ہونے کی وجہ سے انسان رحم دلی، شفقت اور رکھ رکھاؤ سے محروم ہو جاتا ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو بھی یہی فرمایا گیا کہ ''اگر آپ سخت دل ہوتے تو لوگ آپ سے بدک کر دور ہو جاتے۔'' (سورہ عمران:۱۵۹)

اس کا توڑ نرم دلی ونرم خوئی ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ دوسرے کو اپنی زبان یا عادت سے تکلیف نہ ہونے دینا اور رحمت اور شفقت سے پیش آنا۔ اسی طرح لوگوں کی

پریشانی کے حل کے لئے کوشش بھی رحم دلی اور نرم خوئی ہے۔
سخت دلی مکروہ ہے بعض صورتوں میں حرام تک پہنچ جاتی ہے۔(مفتاح الفلاح)

(۴۱) بے حیائی

گناہ کے ارتکاب میں ''حیاء و شرم نہ کرنا، فحش کلامی اور بداعمالی پر بے خوف ہونا اور فحاشی عریانی کو برا نہ سمجھنا بے حیائی ہے، یہ بھی حرام ہے۔
اس کا توڑ ''حیاء'' ہے جس کا مطلب ہے، نفس کا برے کاموں کو کرنے سے خوف کھانا اور اپنے نفس کو خوف دلاتے رہنا۔ بے حیائی کسی حال میں جائز نہیں ہے۔(الزواجر۔مفتاح الفلاح)

(۴۲) دنیا پر غم کھانا

دنیا کی نعمتوں کے زائل ہونے پر غمگین اور رنجیدہ ہونا بھی دل کے منکرات میں سے ہے۔ یہ اس وقت ہوتا ہے جب انسان دنیا کے آنے سے خوش ہوتا ہے، تو جانے سے یقیناً غمگین ہوگا۔ رنج انسان کو صبر کے بجائے جزع وفزع اور شکر کے بجائے سرکشی وطغیان کی طرف لے آئے تو حرام ہے ورنہ نہیں۔
کمال انسانی یہ ہے کہ دنیا کے ملنے اور کھونے دونوں پر انسان کی کیفیات برابر ہوں۔ اسی کو مقام تسلیم کہا جاتا ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کو بہت عزیز ہے۔(مفتاح الفلاح)

(۴۳) دنیاوی امور پر خوف

یہ بھی منکراتِ دل میں سے ہے کہ دل دنیا کی کسی ناپسند بات میں مبتلا ہونے سے خوفزدہ ہو۔ یہ رنج وحزن سے الگ ہے کیوں کہ رنج گذشتہ دور کی کسی بات پر ہوتا ہے اور خوف آئندہ آنے والی بات پر ہوتا ہے۔ اسی طرح یہ بزدلی سے بھی الگ ہے کیونکہ بزدلی خوداعتمادی اور بہادری کی کمی کو کہتے ہیں۔(مفتاح الفلاح)
اس کا توڑ اللہ پر توکل اور ہر چیز کا وقت مقررہ پر ہونے کا عقیدہ مضبوط رکھنا

ہے کہ اللہ تعالیٰ جو چاہے گا جس وقت چاہے گا کچھ بھی کر سکتا ہے اس کے چاہے بغیر کچھ نہیں ہوتا۔

(۴۴) دھوکہ دینا

کسی کو ایسا تاثر دینا کہ تم اس کے خیر خواہ ہو اور پھر اسے ضرر پہنچنے سے متنبہ بھی نہ کرے اور اسے جانی یا مالی یا ذہنی ضرر پہنچ جائے۔ جیسے کسی کو عیب بتائے بغیر کوئی عیب دار چیز بیچ دی جائے۔ دھوکہ دینا حرام ہے۔ (الزواجر۔ مفتاح الفلاح)

اس کا توڑ یہ ہے کہ سچائی اور ایمانداری کو اختیار کیا جائے دنیا پر آخرت کو ترجیح دے اور کم منافع پر صبر کرے۔

فتنہ

اس کا مطلب ہے لوگوں کو اضطراب اختلاف، پریشانی یا مصیبت میں مبتلا کر دینا اور اس سے دین یا ملک کا کوئی فائدہ نہ ہو۔ جیسے حاکم کے خلاف بغاوت پر لوگوں کو اکسانا، امن وامان کا مسئلہ پیدا کرنا، دینی یا دنیاوی غلط عقائد ونظریات پھیلانا، یہ سب گناہ اور دین سے متعلق ہو تو اسلام سے بغاوت ہے۔

بعض کتب فقہ میں لکھا ہے کہ اسلام میں فتنہ پھیلانا قابلِ گردن زنی عمل ہے۔ حکومت وقت ایسے شخص کو سزائے موت دے سکتی ہے۔

مداھنت

مداھنت دین کے معاملے میں کمزوری اور خرابی کو کہتے ہیں جیسے گناہ کا کام ہوتے وقت چپ رہنا لہٰذا اگر منع کرنے یا رائے دینے کی طاقت بھی ہو اور اسے کوئی نقصان پہنچنے کا اندیشہ بھی نہ ہو۔ تو مداھنت حرام ہے۔ اس کا توڑ دین پر مضبوطی ہے اگر اس کا چپ رہنا اس پر یا کسی اور پر سے ضرر کو دور کر سکتا ہو تو اس کا چپ رہنا جائز ہے بلکہ بعض حالات میں مستحب ہے۔ (مفتاح الفلاح)

(۴۷) لوگوں سے انس رکھنا

لوگوں سے انس (محبت) رکھنا اور ان سے دوری کو ناپسند کرنا، اس کا مطلب یہ ہے کہ لوگوں سے میل ملاپ ہونا چاہیے یہ نہیں کہ رشتہ داروں، محلّہ داروں سے بالکل کٹ کر نہ رہے بلکہ کبھی کبھار ان سے ملتا رہے لیکن یہ بھی نہ ہو کہ وقت بالکل صرف کردے اور اپنے اکثر اوقات دوستی، گپ شپ وغیرہ میں گذار دے، یہ مذموم ہے اور اسی طرح دنیاوی مال ومتاع سے انس رکھنا مذموم ہے۔

بلکہ ضروری یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ذکر اور اس کی اطاعت سے انس رکھا جائے اور لوگوں سے ملاقاتوں سے وحشت اور گھٹن محسوس کرے۔ اور ایسا تکبر یا خود پسندی کی وجہ سے نہ ہو بلکہ ان کی وجہ سے ذکر، فکر اور اطاعت میں رکاوٹ کی وجہ سے ہو۔ (مفتاح الفلاح)

(۴۸) بے وقار ہونا

دل کے منکرات میں سے تیزی، بے چینی ظاہر کرنا بھی ہے یعنی فضول حرکات وسکنات اور ادھر ادھر خوامخواہ دیکھنا وغیرہ۔

اس کا توڑ وقار اور سکون ہے اور فضول نظر، فضول گوئی اور خواہ مخواہ کی حرکات و سکنات سے اجتناب ہے اور یہ اجتناب قوت علم، بردباری اور نیکوکاروں کی نشانی ہے لیکن اس طرح کا سکون واحتشام ریاء کاری اور تکبر سے خالی ہونا ضروری ہے۔

تکبر اور ریاء سے خالی ہونا اس وقت سمجھا جائے گا جب اکیلے میں اور لوگوں کے ساتھ بیٹھنا اٹھنا ایک ہی طرح کے وقار سے ہو۔ یہ نہ ہو کہ دوسروں کے سامنے زبان چپ اور گردن تنی اور خاص دوستوں اور گھر میں زبان قینچی کی طرح چلے اور غیر سنجیدہ حرکتیں کرے۔ اہل علم سے بھی بہت سے لوگ اس میں مبتلا ہیں۔ (مفتاح الفلاح)

(۴۹) عناد

عناد یعنی حق کو تسلیم نہ کرنا اور علم ہونے کے بعد بھی حق کا انکار کرنا یہ بھی دل کے منکرات میں سے ہے۔

عناد کا مطلب یہ ہے کہ کسی بات، یا شخص کو حق سمجھتے ہوئے بھی انکار کرنا۔ محض دلی نفرت ہونے کی وجہ سے اسے حیثیت نہ دینا۔ جیسے کفارِ مکہ نے نبی اکرم ﷺ کو سچا نبی سمجھنے کے باوجود ان کی اتباع کرنے سے انکار کیا۔

(۵۰) نخوت

اسی طرح نخوت اور انکار یعنی نصیحت کو قبول نہ کرنا اور خود سے مرتبہ و عمر میں بڑے کی حق اور جائز بات نہ ماننا بھی دل کے منکرات میں سے ہے۔ عناد اور نخوت کا علاج حق کو تسلیم کرنے کی قوت پیدا کرنا اور تواضع دل میں پیدا کرنا ہے۔ (مفتاح الفلاح)

(۵۱) ڈینگیں مارنا

ڈینگیں مارنا بھی دل کے منکرات میں سے ہے۔ اس کا مطلب ہے خود کو بہت اچھا، عقلمند اور بہادر ظاہر کرنا۔ اپنی استطاعت سے باہر کاموں کو کرنے کا جھوٹا اظہار اور جھوٹ سچ کی تحقیق کئے بغیر عجیب باتیں کرنا، اور واقعات سنانا۔

(۵۲) نفاق

نفاق بھی دل کا ایک خطرناک منکر ہے یعنی باطن میں جو کچھ ہو اس کے برخلاف ظاہر کرنا، اسی طرح جو زبان سے کہہ دے عملاً اس کے خلاف کرنا، یہ بھی حرام ہے۔ (مفتاح الفلاح)

نفاق دنیاوی اور دینی دونوں قسم کے معاملات میں ہوسکتا ہے دنیاوی منافقت یہ ہے کہ کسی کو اپنا بن کر دھوکا دینا۔ بے وفائی کے ارادے سے وفاداری دکھانا اور دینی منافقت بے عملی اور دین کی بے توقیری ہے۔

(۵۳) جر بزہ

یہ بھی منکرات قلب میں سے ہے یعنی ایسی باتوں کے سمجھنے اور جاننے کے پیچھے پڑنا، جن کو جاننا ممکن نہیں مثلاً متشابہات اور تقدیر کی بحث کرنا، یا ایسے کام کرنا جس سے دوسروں کو تکلیف ہوتی ہو۔ (مفتاح الفلاح)

(۵۴) کند ذہنی

یہ وہ ملکہ ہے جو انسان کو خیر اور شر کی پہچان کرنے میں رکاوٹ ڈالتا ہے۔ یہ بھی منکرات قلب میں سے ہے اس کا توڑ حکمت ہے یعنی سوچ سمجھ کر صحیح اور غلط میں تمیز کر لینا۔ کند ذہنی کا توڑ نہ کرنا گناہ ہے۔

(۵۵) بے باکی (تہور)

وہ بے باکی ممنوع ہے جہاں لاپرواہی کے ساتھ ان کاموں میں بھی آگے آجائے جہاں نہیں آنا چاہیئے۔ جہاں نہ بولنا ہو وہاں بولا جائے۔ بسا اوقات ان میں ہلاکت اور بہتان کا اندیشہ ہو جاتا ہے۔ قرآن کریم کی رو سے خود کو ہلاکت میں ڈالنا حرام ہے۔ قرآن میں سورہ بقرہ میں اس کی ممانعت موجود ہے۔ (مفتاح الفلاح)

(۵۶) بزدلی

جہاں انسان کو کام کرنا چاہیئے، سامنے آنا اور حق کا اظہار کرنا چاہیئے، وہاں سامنے نہ آنا بزدلی ہے۔

تہور اور بزدلی کا علاج بہادری ہے۔ بہادری ان دونوں کی درمیانی صفت اور ملکہ کو کہتے ہیں۔ وقت پڑنے پر میدان میں آنا، دشمن سے زبان ہاتھ اور قلم سے لڑنا یہی بہادری ہے۔ (مفتاح الفلاح)

(۵۷) شرارت اور فجور

یعنی انسان اپنی ہر خواہش پر عمل کرے اور خلاف شرع کام کرے۔ ایسا کرنا

حرام ہے۔

(۵۸) جمود

جو کام کرنا جائز ہے اسے بھی نہ کرے اپنی جائز خواہشات کا احترام بھی نہ کرے اور نہ انہیں پایہء تکمیل تک پہنچائے، ایسا کرنا عام حالات میں مذموم اور جب شرعی حکم کی خلاف ورزی ہو تو حرام ہے۔(مفتاح الفلاح)

ان دونوں کا توڑ عفت وعصمت ہے یعنی اپنی خواہشات کو شرافت اور مروءت کے مطابق سرانجام دے (مروءت مردانگی کو کہتے ہیں)۔

فائدہ:

اخلاق اور خُلق۔ ایک ایسا ملکہ ہے جس کی وجہ سے نفسانی، افعال سہولت کے ساتھ ادا ہو جاتے ہیں اگر اس میں کمی یا زیادتی ہوتی ہے تو اس کا مداوا بھی ممکن ہے۔

شریعت نے بھی اس کا مداوا کرنے کا حکم دیا ہے، عقلاء کا کہنا بھی یہی ہے اور تجربہ بھی ہے کہ اس کا مداوا ممکن ہے اور مزاجوں کے مختلف ہونے کے اعتبار سے اخلاق کی استعداد بھی علیحدہ ہوتی ہے۔

اس کا مدار نفس کے قویٰ پر ہے اور وہ تین ہیں۔

(۱) قوت گویائی: اگر یہ اعتدال پر ہو تو حکمت ہے، حد سے آگے ہو تو ''جربزہ'' ہے اور اگر بالکل کم ہو تو غباوت ہے۔

(۲) قوت غضب، یعنی ناپسندیدہ بات کو دور کرنے کے لئے نفس کی حرکت غضب کہلاتی ہے۔ اگر یہ اعتدال پر ہو تو بہادری ہے حد سے زیادہ ہو تو ''تہور'' اور حد سے کم ہو تو بزدلی ہے۔

(۳) شہوت: پسندیدہ چیز کو حاصل کرنے کے لئے نفس کی حرکت شہوت کہلاتی ہے۔ اس کا اعتدال ''عفت'' حد سے آگے شرارت اور فجور اور ضرورت سے کم ہونا ''جمود'' ہے۔(مفتاح الفلاح)

ہر چیز میں اعتدال مطلوب و محبوب ہے اور اسی کی تعریف جگہ جگہ قرآن وسنت میں بکھری ہوئی ہے۔ لہٰذا اعتدال میں بھی غرض فاسد ہو تو یہ رذائل میں شمار ہوگا اور غرض فاسد سے خالی ہو تو فضائل میں شمار ہوگا۔

لیکن اگر کسی کے بدخلقی پیچھے لگ جائے تو اسے اس کا علاج کرنا چاہیئے اور بد خلقی کے مقابل خوش خلقی کے افعال کرنا چاہئیں اور دل و دماغ اور عادات پر صبر کر کے بھی خوش خلقی کو حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔

اور جسے اللہ تعالیٰ خوش خلقی کی نعمت عطا فرما دے تو اسے چاہیئے کہ اس کی حفاظت کرے اور خوش اخلاق لوگوں کے پاس رہے اور بروں کی صحبت سے بچے، لہو و لعب، مزاح اور ریاء کاری کے قریب نہ جائے، اپنے علمی و عملی وظائف پر کاربند رہے۔ علم کی جلالت شان، ہمیشگی اور صفاء کو یاد رکھے۔ دنیا کو حقیر اور فانی جانے۔

ایسے لوگوں کو دوست بنائے جو اسے اس کے عیوب پر مطلع کرتے رہیں۔ جب اپنے عیوب پتہ لگیں تو ان پر قابو پائے اور لوگوں کے عیوب نظر آئیں تو کوشش کرے کہ وہ عیوب اس میں داخل نہ ہونے پائیں۔ اگر دل میں کوئی سرکشی کا داعیہ پیدا ہو تو مجاہدہ کر کے اس کو زیر کرنے کی کوشش کرے۔

اللہ ہم سب کو توفیق عطا فرمائے۔

آمین

☆☆☆

فصل دوم

﴿زبان کے منکرات﴾

(۱) کلمہ کفر کہنا

زبان کے گناہوں میں سے سب سے بڑا گناہ کلمہ کفر ادا کرنا ہے۔کلمہ کفر کا مطلب یہ ہے کہ اسلام کی ضروریات سے انکار، اللہ تعالیٰ یا رسول اللہ ﷺ کی شان میں گستاخی و بے ادبی، یعنی اللہ تعالیٰ کی ذات، یا اسماء سے تمسخر کرنا، اس کی شان میں غیر مناسب بات کہنا وغیرہ

اگر ''کلمہ کفر'' زبان سے اپنی خوشی اور مرضی کے ساتھ ادا کیا ہو تو کہنے والا شخص دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے اور اس کے تمام اعمال حبط (ضائع) ہو جاتے ہیں۔(شامی۔عالمگیری)

اس کا حکم یہ ہے کہ یہ شخص پہلے کلمہ پڑھے اور توبہ کرے اور اگر شادی شدہ ہو تو نکاح دوبارہ کرے۔

حاکم اس سے زبردستی توبہ کرائے اور اسلام قبول کرنے کا حکم دے چنانچہ اگر یہ تین دن کے اندر اسلام قبول کر لے تو ٹھیک ہے ورنہ اسے سزائے موت دے دی جائے۔(شامی۔عالمگیری)

اگر کلمہ کفر کسی نے اسے مجبور کر کے کہلوایا تو ایمان برقرار رہے گا اور کافر نہیں ہوگا۔(شامی)

عورت کا بھی حکم یہی ہے اور اس کا نکاح دوبارہ جبراً اسی کے مسلمان شوہر سے کرایا جائے گا۔یعنی اگر عورت کلمہ کفر یا نکاح سے جان چھڑانے کے مقصد سے کلمۂ کفر

کہہ دیا ہو۔(شامی)

(۲) کفر کے اندیشہ والے کلمات کہنا

اس کا مطلب یہ ہے کہ زبان سے بلاارادہ کلمہ کفر نکل جائے یا اس سے مشابہہ کلمہ اپنی مرضی سے کہدے تو اس میں احتیاطاً ایمان اور نکاح کی تجدید کرے۔

(۳) غلطی سے کلمہء کفر کہہ دینا

اس کا مطلب یہ ہے کہ کہنا کچھ اور چاہتا تھا مگر زبان سے کفریہ کلمات نکل گئے۔ایسے میں کہنے والے کو توبہ واستغفار کرنی ضروری ہے۔تفصیل کتب فقہ میں ملاحظہ فرمائیں۔(شامی۔عالمگیری)

(۴) جھوٹ بولنا

زبان کے گناہوں میں سے اہم گناہ جھوٹ بولنا ہے۔جھوٹ یہ ہے کہ انسان خلاف واقعہ بات کہے اگر یہ اپنی مرضی سے کہا ہے تو حرام قطعی ہے۔اللہ تعالیٰ نے سترہویں پارے اور دیگر جگہوں میں جھوٹ بولنے کی ممانعت فرمائی اور جھوٹوں کے لئے سخت عذاب بتایا ہے۔

الزام تراشی

سب سے سخت جھوٹ (بہتان) الزام تراشی ہے اور سب سے سخت اور بڑی الزام تراشی جھوٹی گواہی ہے اور اسی طرح اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف جھوٹی بات منسوب کرنا ہے۔(الابداع۔کتب فقہ)

بہتان سے توبہ کا طریقہ یہ ہے کہ اسے چھوڑنے کا عزم کرے۔جس پر بہتان لگایا ہے اسے حتی الامکان راضی کرے اور جنہوں نے الزام سنا تھا ان کے سامنے اپنے جھوٹا ہونے کا اعتراف کرے۔(مفتاح الفلاح)

ولدیت کا جھوٹ

اپنی ولدیت کسی اور کی طرف منسوب کرنا بھی جھوٹ ہے۔ عام طور پر لوگ جس بچے کو گود لیتے ہیں اس کی ولدیت میں اپنا نام لکھوا دیتے ہیں یہ جائز نہیں ہے۔(الزواجر)

جھوٹا وعدہ

جھوٹا وعدہ کرنا بھی جھوٹ میں شامل ہے۔ ہر سنی سنائی بات کہہ ڈالنا بھی جھوٹ ہے۔ ہنسی مذاق میں جھوٹی بات کہنا بھی جھوٹ ہے۔(کذافی عدۃ الاحادیث)

جھوٹ کی چھوٹ

جھوٹ تین جگہ جائز ہے۔ ترمذی شریف میں حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جھوٹ تین جگہ کے سوا کہیں حلال نہیں۔ ایک یہ کہ اپنی بیوی کو راضی کرنے کے لئے جھوٹ بولے، دوسرا یہ کہ جنگ میں جھوٹ بولے تیسرا یہ کہ دو مسلمانوں میں صلح کرانے کے لئے جھوٹ بولے۔(الزواجر۔ مفتاح الفلاح)

اسی طرح ظالم کے ظلم کو دور کرنے کے لئے بھی جھوٹ جائز ہے۔ اسی طرح شرعی حق حاصل کرنے کے لئے بھی جھوٹ بولنے کی گنجائش ہے۔

(۵) تعریض کرنا

گفتگو سے ظاہر ہونے والی بات کے خلاف کا ارادہ کرنا اور اس سے لغوی معنی کا ارادہ کر کے تعریض کی جائے محض نیت کافی نہیں۔ یعنی نیت تعریض کی ہو مگر اس میں کوئی لغوی معنی دوسری بات کا نہ نکل رہا ہو تو وہ صریح جھوٹ ہوگا۔

تعریض کرنا بضرورت جائز ہے بغیر ضرورت مکروہ ہے اسی طرح شاید کہہ کر، یا ہوسکتا ہے کہہ کر بات کرنا بھی تعریض میں شامل ہے۔(مفتاح الفلاح)

فتاویٰ تاتار خانیہ میں ایک حدیث کے حوالے سے لکھا ہے کہ جھوٹ چار جگہوں سے نکلتا ہے۔ انشاء اللہ، ماشاء اللہ۔ لعل (شاید) اور عسیٰ (ہوسکتا ہے)۔

خلاصہ یہ کہ تعریض بھی جھوٹ کی ایک قسم ہے۔

جھوٹ کا توڑ سچ ہے یعنی حقیقت کے مطابق صحیح بات کہنا۔

(۶) غیبت کرنا

کسی کے دنیاوی یا دینی عیب کو کسی اور کے سامنے اور اس کی غیر موجودگی میں کہنا، یا اشارے سے اس کے خلاف کوئی بات کہنا دلی بغض نکالنے یا برا بھلا کہنے کے لئے ایسا کہا جاتا ہے۔ سورہ حجرات میں اس کی ممانعت آئی ہے اور یہ حرام ہے۔

غیبت اس وقت حرام ہوتی ہے جب مخاطب اس شخص کو جانتا ہو اور غیبت برا بھلا کہنے کے لئے کی جائے لیکن اگر کوئی بات تعریف میں کی جائے تو وہ غیبت نہیں۔ لیکن بظاہر بری نظر نہ آنے والی بات جس کا تذکرہ ہونا صاحب معاملہ کو ناپسند ہو تو ایسی بات کہنا بھی جائز نہیں ہے بلکہ غیبت میں شامل ہوگی۔

اسی طرح کسی جماعت یا شہر والوں کی غیبت کرنا غیبت نہیں۔ (فتاوی قاضیخان)

اگر کسی کی حرکات سے مسلمانوں کو تکلیف ہوتی ہو اور اس کو روکنے کے لئے حکمران کے ہاں اس کی شکایت کی جائے تو یہ بھی غیبت نہیں۔

غیبت کے درجات

غیبت کے تین درجات ہیں۔

(۱) کسی کی غیبت کرے اور یوں کہے کہ میں غیبت نہیں کر رہا بلکہ یہ وہ بات ہے جو اس میں حقیقتاً ہے یا کہے کہ میں اس کے منہ پر بھی کہہ سکتا ہوں تو ایسا کہنا کفر ہے۔ فقیہہ ابو اللیث سمرقندیؒ نے اپنی کتاب "التنبیہ" میں حرام کو حلال سمجھنے کی بناء پر اس طرح کی غیبت کو کفر کہا ہے۔

(۲) کسی کی غیبت کرے اور غیبت کا علم اسے بھی ہو جائے جس کی غیبت کی گئی ہے

تو یہ بھی حرام ہے اور بغیر اس شخص سے معاف کرائے، معاف نہیں ہوگی کیونکہ یہ حقِ عبد ہے اور توبہ بھی کرنا ضروری ہے کیونکہ یہ حقوق اللہ میں سے بھی ہے۔

(۳) غیبت اس شخص تک نہ پہنچے تو اس کا حکم یہ ہے کہ توبہ واستغفار کرے اور جس کی غیبت کی ہے اس کے لئے بھی توبہ واستغفار کرے۔

یہ تفصیل فقیہ ابو اللیثؒ کے قول مختار کے مطابق ہے۔ بعض حضرات کے نزدیک ہر قسم کی غیبت میں معاف کرانا ضروری ہے۔

جس شخص کے سامنے غیبت کی جائے اسے چاہیئے کہ اسے منع کردے اگر وہ باز نہ آئے تو وہاں سے ہٹ جائے۔

جہاں کسی کی غیبت ہو رہی ہو وہاں جانا اور اس مجلس میں بیٹھنا بھی گناہ ہے اور اپنی خود کی غیبت سننا بھی منع ہے۔ (ملخص از الزواجر۔ مفتاح الفلاح)

(۷) چغلخوری کرنا

یعنی کسی کی ایسی بات ظاہر کرنا جسے وہ ظاہر کرنا پسند نہ کرتا ہو۔ زیادہ تر چغلخوری کا اطلاق کسی ناپسند بات کو نقل کرنے پر ہوتا ہے۔ راز افشاء کرنے کو بھی چغلخوری کہہ دیا جاتا ہے۔ چغلخوری حرام ہے۔ (الزواجر۔ مفتاح الفلاح)

لیکن اگر کسی کو تکلیف پہنچانے والی بات ہو اور اس کے علم میں لائے بغیر اس کی تکلیف سے بچا نہ جا سکتا ہو تو ایسے میں بتا دینا چغلخوری نہیں کہلاتا بلکہ ہمدردی کہلاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَ لَا تُطِعْ كُلَّ حَلَّافٍ مَّهِينٍ﴾ (القلم)

''اور اطاعت مت کر کسی بھی قسمیں کھانے والے، ذلیل، بہت طعنے دینے والے کی جو چغلخوری کرتا ہو''۔

(۸) مذاق اڑانا

یعنی کسی کی حیثیت کو گرانا۔ اسے کچھ نہ سمجھتے ہوئے اس کی ہتک عزت کرنا۔ دوسروں کے سامنے ہنسی اڑانا، یہ حرام ہے۔ قرآن کریم میں ارشاد ہے۔ ایک قوم دوسرے کا مذاق نہ اڑائے۔ (الحجرات آیت ۱۱) کسی کا مذاق اڑانا خود کو بالاتر سمجھنے اور خود پسندی کی وجہ سے ہوسکتا ہے جو کہ تکبر اور نخوت کی شاخیں ہیں اس لئے ان سے بچنا ضروری قرار دیا گیا ہے۔ اس کا توڑ یہ ہے کہ ہر مسلمان کی حیثیت کو تسلیم کیا جائے اور اس کی عزت کی جائے اور تواضع اختیار کیا جائے جب دوسرے کو خود سے اچھا سمجھے گا مذاق اڑانے سے باز آجائے گا۔

(۹) لعنت کرنا

لعنت کا مطلب اللہ کی رحمت سے دوری ہے۔ لعنت کرنے کا مطلب کسی کے لئے لعنت کی دعا یا طلب وامید ہے۔ اس کا حکم یہ ہے کہ کسی شخص معین کے لئے حتمی طور پر لعنت کرنا حرام ہے، چاہے وہ شخص زندہ ہو یا مردہ البتہ ظالم یا کسی معاند کافر پر جس کی موت کفر پر ہونا ثابت ہو (مثلاً ابوجہل) لعنت کرنا جائز ہے۔ کسی جانور یا بے جان چیز پر بھی لعنت کرنا درست نہیں، البتہ کسی عام وصف کی بنیاد پر لعنت کرنا جائز ہے۔ مثلاً بدکاری کرنے والوں اور سود کھانے والوں پر علی العموم لعنت کرنا وغیرہ۔ (مفتاح الفلاں)

اس لئے لعنت سے بچنے کے لئے رحمت اور رحم کرنے کے احکامات کو مدنظر رکھا جائے اور لوگوں پر بالعموم رحمت کی دعا کی جائے اور اس کو ہی معمول بنایا جائے۔

(۱۰) گالی دینا

مسلم شریف میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ گالم گلوچ کرنے والوں میں سے پہلے شخص پر سارا گناہ ہے یعنی جو گالم گلوچ کا سبب بنے اس پر گناہ زیادہ ہوگا۔ مثلاً جاھل، احمق ایسے الفاظ

ہیں جس میں مقابلہ و تقابل جائز ہوسکتا ہے یا زانی لوطی وغیرہ جیسے الفاظ جس میں تقابل نہیں ہوسکتا۔ دونوں طرح کے الفاظ کہنا گناہ ہے اور شروع کرنے والے کا گناہ زیادہ ہے۔ دوسرے شخص پر گالی سن کر صبر کرنا واجب ہے۔

یا تو صبر کر کے معاف کر دے، یا عدالت سے رجوع کرے یا پہلی قسم کے الفاظ میں جواب دے دے۔

(۱۱) فحش گوئی

فحش گوئی کا مطلب، گندے کاموں کی صریح الفاظ سے تعبیر کرنا مثلاً جماع، قضائے حاجت یا شرمگاہ کے نام یا افعال کو ذکر کرنا۔

اس کا حکم یہ ہے کہ بغیر ضرورت ان الفاظ کو استعمال کرنا مکروہ ہے۔ ادب یہ ہے کہ ایسے جملوں کے لئے کنایہ و اشارے کے الفاظ استعمال کرے یہی صالحین کی روش ہے۔ (مفتاح الفلاح)

(۱۲) طعنہ کشی (عار دلانا)

کسی شخص کی کسی غلطی عیب یا خاندان کے کسی فرد کی غلطی، کمی یا عیب پر عار دلانے کو طعن و تعبیر کہا جاتا ہے اسی کے بارے میں سورہ حجرات میں وَ لَا تَلْمِزُوْٓا اَنْفُسَكُمْ کی آیت نازل ہوئی۔ اس آیت کی رو سے طعنہ کشی مخاطب کو ذلیل کرنے کی نیت سے حرام ہے۔ اس لئے طعنہ کشی سے پرہیز کیا جائے اور دوسرے کو کسی عیب میں مبتلا دیکھ کر مسنون دعا پڑھی جائے۔

﴿الحمد لله الذی عافانی مما ابتلاک به و فضّلنی علی کثیر ممن خلق تفصیلا﴾

(۱۳) نوحہ کرنا

اس کا مطلب ہے کہ مرنے والے کے شمائل اس کی اچھی عادات کو بلند آواز

سے بیان کرنا، چاہے اس وقت رونا آرہا ہو یا میت پر رونے والے دنوں میں ایسا کرنا یا نوحہ کرنے والوں کو بلاتا ہو، اجتماعی طور پر اس کی شان میں اچھے الفاظ کہتے ہوئے رونا پیٹنا حرام ہے۔(شامی وغیرہ)

(۱۴) مراء

یعنی کسی کے کلام میں خلل ڈالنے یا غلطی نکالنے کی نیت سے طعن کرنا۔

اب یا تو یہ ادبی (لغت کی) غلطی ہو یا معنی کی یا کلام کے بیچ میں سچ ہے ''درست ہے'' حق ہے، واہ، واہ، واہ جیسے الفاظ کہنا اور اس سے مراد حق نہ ہو بلکہ متکلم کی تحقیر مقصود ہو، یا اس شخص کی ذہانت کی تعریف بغرض فاسد کرنا۔ یہ سب حرام ہے۔

سامع پر لازم ہے کہ متکلم کی بات سنے اگر حق ہو تو مان لے، اگر باطل ہو اور امور دین سے متعلق نہ ہو تو چپ رہے۔ اگر امور دین سے متعلق ہو تو پھر اس کے باطل ہونے کا اظہار کرے اور اس پر اچھے اور مناسب الفاظ سے تنکیر کرے اگر اس شخص سے تسلیم کرنے کی امید ہو کیونکہ یہی نہی عن المنکر ہے۔ ورنہ یہاں بھی چپ رہے۔(مفتاح الفلاح)

(۱۰) بحث کرنا

اس کا مطلب ہے کہ اپنے مؤقف کی تائید و اظہار کرنے کے لئے مخاطب سے الجھنا۔

اگر مخاطب کو نیچا دکھانے اور اپنی برتری دکھانے کے لئے بحث کی جائے تو حرام ہے بلکہ بعض حضرات کے نزدیک تو کفر ہے (جیسا کہ خلاصہ میں لکھا ہے)

ہاں اگر کہیں ضرورت پیش آجائے اور خاموش رہنے میں لوگوں کے عقائد خراب ہونے کا اندیشہ ہو اور دوسرا کہنے والا کوئی صاحب جاہ شخص ہو جو اپنے غلط عقیدے کی طرف راغب کرسکتا ہو تو ایسے شخص کے مقابلے میں صحیح بات کہنا اور دلائل دینا بالکل درست ہے۔ جاہل سے الجھنا پھر بھی درست نہیں۔(مفتاح الفلاح)

اور بعض بظاہر پڑھے لکھے لوگ جن سے یہ ظاہر ہو کہ ان کا مقصد سوائے وقت گذاری یا لطف لینے کے کچھ نہیں تو ان سے بھی بحث نہ کی جائے بلکہ اچھی بات کہہ کر ٹال دیا جائے۔

(۱۶) زبان سے لڑنا (منہ ماری کرنا)

یعنی اپنے حق یا مال کے حصول کے لئے منہ ماری تلخ کلامی کرنا۔ اگر خود باطل پر ہو یا بغیر علم لڑے، یا منہ ماری کے دوران تکلیف دہ کلمات استعمال کرے جس کی کوئی ضرورت نہ ہو، یا لڑائی محض مخاطب کو دبانے اور اس کا حوصلہ توڑنے کے لئے ہو تو حرام ہے، اور ان سب باتوں سے خالی ہو تو جائز ہے لیکن پھر اس کا ترک کرنا ''دافع البلاء'' ہے۔ لہٰذا کوئی اور راستہ اختیار کیا جائے۔ (مفتاح الفلاح)

(۱۷) موسیقی

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَ مِنَ النَّاسِ مَن يَّشْتَرِیْ لَهْوَ الْحَدِيْثِ﴾ (لقمٰن: ٦)

''اور کچھ لوگ خریدتے ہیں کھیل کی باتیں''

مفسرین نے صحابہ کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ لھوالحدیث سے مراد گانا، اور گانے والے ہیں۔ (معارف القرآن)

فتاویٰ تاتارخانیہ میں ہے کہ گانا تمام ادیان میں حرام ہے، زیادات میں ہے کسی آدمی نے جب ایسے کام کی وصیت کی جو ہمارے اور اہل کتاب کے ہاں حرام ہے، اس میں انہوں نے گانے والوں کے لئے وصیت کی مثال دی ہے اور ظہیر الدین مرعینانی سے نقل کیا ہے کہ اگر کسی نے تغنی کرنے والے کو کہا کہ تو نے بہت اچھا گایا یا پڑھا تو کافر ہو جائے گا۔

اس کی وجہ یہ ہے لوگوں کے لئے تغنی سوز سے پڑھنا یا گانا حرام قطعی ہے اس پر اجماع ہے لہٰذا حرام کی تحسین و آفرین کرنا حرام کو حلال سمجھنا ہے۔

اسی طرح ہر بری چیز پر جس کا قبیح قطعی ہو اس کو اچھا کہنا، اس پر داد دینا کفر ہے۔ صاحب ہدایہ اور صاحب ذخیرہ نے اسے گناہ کبیرہ لکھا ہے۔

یہ سارا حکم مباح تغنی کے علاوہ ہے اور حرام میں صوفیاء کی طرز پر گانا، اشعار و اذکار کے ساتھ دعائیں اہل ھوی اور بے ریش لوگوں کے ساتھ اس قسم کی محفلیں بھی اسی حکم میں داخل ہیں بلکہ یہ مذکورہ تغنی سے زیادہ قبیح ہے۔ اس لئے کہ اس میں اعتقاد عبادت کا کیا جاتا ہے اور ظاہر ہے اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کا نام آلات موسیقی کے ساتھ لینا اور بھی زیادہ برا ہے۔ آپ ﷺ تو خود آلات موسیقی توڑنے تشریف لائے تھے جیسا کہ خود آپ ﷺ کا ارشاد ہے۔

البتہ موسیقی کے بغیر دفع وحشت کے لئے صرف اشعار پڑھنا یا عیدوں اور شادیوں میں لہو ولعب اور دف بجانا وغیرہ اس کے صحیح اور منع ہونے میں اختلاف ہے لیکن فی زمانہ صحیح بات یہ ہے کہ ان وقتوں میں موسیقی وغیرہ کا استعمال منع ہے۔ اور شادیوں میں موسیقی کے نام پر ہنگامہ، فنکشن کے نام پر بے حیائی کا مظاہرہ گھروں کی تقاریب میں اختلاط مرد و زن اور دیگر خرافات کسی سے ڈھکی چھپی نہیں ہیں۔

قرآن کریم کو سوز کے ساتھ پڑھنا بھی ممنوع ہے۔ امام بزازی فرماتے ہیں کہ قرآن کو سوز کے ساتھ پڑھنے پر معصیت ہے۔ پڑھنے والا اور سننے والا دونوں گناہگار ہیں۔ (مجمع الفتاوی)

امام بزازی یہ بھی فرماتے ہیں کہ قرآن کو لحن سے پڑھنا حرام ہے اور اس میں کوئی اختلاف نہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿قُرْآنًا عَرَبِيًّا غَيْرَ ذِي عِوَجٍ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ﴾ (مومن: ۲۸)

''یہ وہ عربی قرآن ہے جس میں ذرا بھی کجی نہیں تا کہ یہ اللہ سے ڈریں۔''

علامہ زیلعی لکھتے ہیں کہ قرأت قرآن میں ترجیع جائز نہیں اور نہ ہی طرب سے پڑھنا اور نہ اس طرح کی قرأت سننا۔ چونکہ اس میں فساق کے فعل سے تشبیہ ہے یعنی جب وہ

گانے میں مست ہوتے ہیں تو اس طرح گاتے ہیں۔

فتاوی تاتارخانیہ میں لکھا ہے کہ قرآن کو گانے کی طرح یا سوز سے پڑھنے میں اگر لفظ اپنی جگہ سے نہیں بدلتے بلکہ آواز کے حسن سے اور اچھا ہو جائے اور پڑھنا خوبصورت ہو جائے تو ایسا کرنا نماز پڑھانا مستحب ہے اگر الفاظ اپنی جگہ سے بدل جائیں تو یہ نماز میں فساد کا موجب ہے اس لئے کہ یہ منع ہے۔

علامہ نورپشتی فرماتے ہیں۔

اس طرح قرأت کرنا کہ وہ سامعین کے دلوں میں وجد پیدا کر دے، رنج لے آئے اور آنسو نکال دے، اس وقت تک مستحب ہے جب کہ تجوید سے باہر نہ ہو اور کلمات وحروف میں نظم کی مراعات سے نہ پھر جائے۔ اگر ایسا ہو تو مکروہ ہے۔

علامہ نووی نے ''التبیان'' میں لکھا ہے کہ قاضی القضاۃؒ نے 'حاوی' میں فرمایا کہ لحن وسوز کے ساتھ قرأت کرنے سے اگر لفظ قرآنی اپنے صیغہ سے خارج ہو جائے اور اس میں دوسری حرکات داخل ہو جائیں یا حرکات خارج ہو جائیں مثلاً مد چھوٹا ہو جائے یا بڑا ہو جائے یا بلاوجہ مد کیا جائے، یا لفظ چھپ جائے یا معنی ملتبس ومشتبہ ہونے لگے تو یہ حرام ہے ایسا پڑھنے والا فاسق ہے اور سننے والا گناہگار ہے۔ اس لئے کہ اس نے قرآن کو اس کی صحیح نہج سے ٹیڑھا کر دیا حالانکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿قرآنا عربیا غیر ذی عوج﴾ (الآیة)

''یہ قرآن عربی ہے جس میں کوئی کجی نہیں''

اس کی مزید تفصیل مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ کی کتاب اسلام اور موسیقی میں ملاحظہ کریں۔

(۱۸) راز ظاہر کرنا

یہ بات واضح رہے کہ مجلس میں جو بات کہی جائے کوئی فعل ایسا واقع ہو جس کا افشاء ناپسند کیا جائے اگر وہ مخالف شرع نہ ہو تو اس کا چھپانا ضروری ہے، اور اگر شریعت

کے خلاف ہو اور اللہ تعالیٰ کا حق ہو اور دوسرا کوئی حکم شرعی نہ ہو تو اس کا بھی چھپانا ضروری ہے اور اگر اس سے حکم شرعی متعلق ہو مثلاً حدود اور تعزیر کے موجب کام ہو جائیں تو اس پر گواھی کے لئے افشاء ضروری ہے۔

لیکن چھپانا افضل ہے جیسے زنا اور شراب پینا، اگر کسی کو یہ حرکت کرتے ہوئے دیکھے تو چھپانا افضل ہے۔ اگر ان کاموں میں کسی بندے کا حق ہو اور اس سے اس یا کسی اور بندے کو ضرر لاحق ہوتا ہو یا حکم شرعی متعلق ہو جیسے قصاص وغیرہ تو اس بات کو کھولنا اور متعلقین کو بتانا واجب ہے اگر انہیں پتہ نہ ہو۔ اور اگر گواہی کے لئے طلب کیا جائے تو گواہی کے لئے جانا ضروری ہے۔

لیکن اگر گواہی دینے میں کسی کی طرف سے جان کا یا کسی نقصان اور پریشانی پہنچنے کا اندیشہ ہو تو اس وقت گواھی سے رک جانا بھی جائز ہے اس کی مکمل (تفصیل فتاویٰ شامی، تاتارخانیہ، عالمگیریہ، بدائع الصنائع میں باب الشھادہ میں دیکھی جا سکتی ہے)۔

(۱۹) باطل امور میں گھسنا

یعنی گناہ کی باتیں کرنا۔ مثلاً شراب نوشی کی مجلس، یا زنا، زنا کاروں کی باتیں محض دل چسپی اور چٹ پٹی باتوں کے طور پر کرنا، یہ حرام ہے۔ اس لئے کہ یہ اپنے یا دوسرے کے گناہوں کا اظہار ہے جو کہ بلاضرورت جائز نہیں۔ لیکن اگر اس سے کوئی غرض صحیح متعلق ہے مثلاً نصیحت کرتے ہوئے تذکرہ کر دینا درست ہے۔

(۲۰) سوال کرنا، بھیک مانگنا

مال، یا کسی ایسی دنیاوی منفعت کا سوال کرنا جس پر اس کا کوئی حق نہ ہو، یہ بلاضرورت حرام ہے۔ لیکن اگر کسی کو ضرورت ہو اور وہ اس طرح کہ معذوری کسی مرض یا ضعف کی وجہ سے کمانے یا محنت کرنے پر قادر نہ ہو اور اس کے پاس ایک دن کا راشن بھی نہ ہو تو وہ سوال کر سکتا ہے۔ (عدۃ الصابرین)

صدقہ اور زکوٰۃ کا سوال کرنا برابر ہے لیکن اپنے قرض یا بیت المال کے مصرف، خادموں پر کام کی ادائیگی یا گھر کے خرچ کے لئے یا شاگرد یا بیٹے کے لئے اپنے حقوق کی بابت سوال کرنا منع نہیں ہے۔ (مفتاح الفلاح)

بری چیز مانگنا مذموم ہے لہٰذا عورت کا طلاق یا خلع مانگنا بغیر کسی وجہ معقول کے مذموم ہے بعض فتاویٰ میں لکھا ہے ایسی عورت کو تعذیر لگائی جائے گی یا پٹائی کی جائے۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ کی کنہ صفات اور کلام کے بارے میں عوام کا سوال کرنا بھی مکروہ ہے اسی طرح حروف قرآنی کے بارے میں سوال کرنا کہ یہ قدیم ہیں یا حادث۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کے فیصلوں اور تقدیر کے بارے میں سوال کرنا بھی مذموم ہے۔

اسی طرح مشکلات کی اور پیچیدہ باتیں کسی کو غلطی پر ثابت کرنے یا اسے شرمندہ کرنے کے لئے کرنا بھی مذموم ہے۔ البتہ تعلیم و تعلم یا ذہن تیز کرنے کے لئے ایسا سوال کرنا مذموم نہیں ہے۔ (مفتاح الفلاح)

(۲۱) تعبیر کی غلطی

یہ باریک غلطی بھی زبان کے منکرات میں شامل ہے۔ امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی کہے کہ ''میرا ایمان جبریل کے ایمان جیسا ہے'' تو میں اس قول کو مکروہ سمجھتا ہوں، بلکہ اسے ایسا کہنا چاہئے کہ ''میں اس بات پر ایمان رکھتا ہوں جس پر جبریل کا ایمان ہے'' اسی طرح فتاویٰ سراجیہ میں لکھا ہے کہ آدمی اپنے والد یا والدہ کو ان کے ناموں سے بلائے یا بیوی اپنے شوہر کو اس کے نام سے پکارے تو مکروہ ہے۔

(۲۲) قولی منافقت

اس کا مطلب یہ ہے کہ زبان سے کسی کی جھوٹی تعریف کرے اور محبت کا اظہار کرے اور دل کے اندر کچھ اور بات ہو، عام طور سے یہ بات ان لوگوں میں پائی جاتی ہے جو امیروں اور بڑے لوگوں کے پاس آتے جاتے ہیں، البتہ مدارات کرنا جائز

ہے یعنی کسی کی تکلیف اور شر سے بچنے کے لئے اس طرح کرنا درست ہے۔

(مفتاح الفلاح)

(۲۳) دوغلی بات کرنا

وہ شخص جو دو فریقوں کے درمیان ہر ایک کی موافقت میں بات کرے۔ یا ایک کی بات دوسرے تک پہنچائے یا ہر ایک سے اس کے موقف پر اسے اچھا کہے، یا ہر ایک سے دوسرے کے خلاف مدد کا وعدہ کرے۔ یہ ساری بات نفاق کو متضمن ہیں اور ناجائز ہیں۔

(۲۴) ناجائز سفارش

زبان کے منکرات میں سے ایک بری (ناجائز) شفاعت، (سفارش) بھی ہے۔ بری شفاعت کرنے والا ناانصافی کرتا ہے، اس کے مقابلے میں جائز سفارش، شفاعت حسنہ ہے جو کسی مستحق کو حق دلانے کے لئے کی جائے۔ ناانصافی اور ظلم کا ایک ہی معنی ہے۔(مفتاح الفلاح)

(۲۵) زبان کا ایک گناہ

بری بات کا حکم کرنا، اچھی بات سے روکنا یعنی کسی پر ظلم کرنے کا حکم دینا، جھوٹ پر اکسانا، ظالم کی مدد کرنا یہ سب منافقین کے کام ہیں اور ناجائز ہیں۔

اس کا توڑ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ہے جو مسلمانوں پر فرض کفایہ ہے۔ امر بالمعروف کرنے والے کے لئے خود اس معروف پر عامل ہونا شرط نہیں، لیکن شرعاً ضروری ہے۔(مفتاح الفلاح)

(۲۶) سخت بات کرنا، کسی کی ہتک عزت کرنا

یہ بھی زبان کا گناہ ہے، غیر محل میں سخت بات کرنا جائز نہیں البتہ کافروں، بدعتیوں اور ظالموں میں سخت اور درشت ہونا چاہیئے۔ اسی طرح جب نرمی سے کام نہ

چلئے تو نہی عن المنکر میں سخت لہجہ اختیار کر لینا ممنوع نہیں،

﴿وَ اغۡلُظۡ عَلَيۡهِمۡ﴾ (تحریم: ۹)

''اور کافروں پر سختی کر''

﴿وَلۡيَجِدُوۡا فِيۡكُمۡ غِلۡظَةً﴾

''اور کافر تم میں سختی پائیں''

اور

﴿وَ لا تَاۡخُذۡكُمۡ بِهِمَا رَاۡفَةٌ فِيۡ دِيۡنِ اللّٰهِ﴾ (النور: ۲)

''اور تمہیں ان زانیوں کے بارے میں اللہ کے دین کے حکم میں نرمی نہ پکڑ لے''۔

ان آیات کا منشاء یہی ہے۔ ان کے علاوہ خوش کلام رہنا، کشادہ اور مسکراتے ہوئے چہرے کے ساتھ بات کرنا ضروری ہے۔ (مفتاح الفلاح)

(۲۷) لوگوں کے عیوب پوچھنا اور ان کی خواہ مخواہ چھان بین کرنا

یہ تجسس اور مسلمانوں کے عیوب کی تلاش ہے یہ بھی زبان کا منکر اور گناہ ہے ازروئے قرآن ناجائز ہے ''اور تجسس مت کرو''۔ (سورہ الحجرات)

اس گناہ سے بچنے کا طریقہ یہ ہے کہ اپنے کام سے کام رکھا جائے دوسروں کے احوال اور معاملات کو جاننے کے جذبے اور خواہش کو دبا دیا جائے۔

(۲۸) عالم کے سامنے جاہل کا بڑھ کر بولنا یا شاگرد کا استاد کے سامنے بولنا، یا اپنے سے بڑے عالم یا افضل شخص کے سامنے بولنا

علامہ زندوستیؒ فرماتے ہیں کہ میں نے امام خیر سے عالم کے جاہل پر اور استاد کے شاگرد پر حق کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا ان دونوں کا ایک ہی حکم ہے وہ یہ کہ عالم اور استاد سے پہلے نہ بولے، اس کی جگہ پر نہ بیٹھے، اگرچہ استاد موجود نہ ہو،

نہ اس کی بات کاٹے اور نہ چلنے میں اس سے آگے چلے۔

تعلیم المتعلم میں لکھا ہے استاد کے سامنے اس کی اجازت کے بغیر نہ بولے۔ زیادہ نہ بولے، استاد کا جب موڈ نہ ہو تو اس سے کچھ نہ پوچھے، وقت کی رعایت کرے، دروازہ بھی نہ کھٹکھٹائے تاوقتیکہ وہ خود باہر نہ نکل آئے۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ استاد (اور عالم) کی رضا کا طالب ہو اس کی ناراضگی سے بچے اور اللہ تعالیٰ کی معصیت کے حکم کے علاوہ باقی احکام میں اس کی بات مانے۔

بعض فتاویٰ میں صراحت سے لکھا ہے اگر کوئی شخص اپنے سے بڑے عالم کو کہے ''کہ نماز کا وقت ہو گیا، یا اٹھ جائیے تو ایسا کہنا مکروہ ہے کیونکہ ادب وتوقیر کا ترک ہے، بلکہ دوسرے طریقے سے اطلاع کرے جس میں ادب کا ترک نہ ہو۔

(۲۹) اذان کے وقت اس کے جواب کے علاوہ باتیں کرنا

علماء نے لکھا ہے اذان کے وقت ہاتھ، پاؤں، زبان کے ہر کام سے رک جانا چاہیئے حتی کہ تلاوت بھی بند کر دینی چاہیئے اگرچہ وہ مسجد میں نہ ہو۔ نہ سلام کرے، البتہ سلام کا جواب دینے میں اختلاف ہے جو آگے بیان ہوگا۔ انشاء اللہ

(۳۰) نماز کے دوران بات کرنا

نماز کے دوران قرآن کریم، یا اذکار ماثورہ کے سوا کوئی اور کلام ممنوع ہے۔ فتاویٰ تاتارخانیہ میں لکھا ہے اگر کسی شخص نے نماز یا تلاوت میں مصروف شخص کو سلام کر دیا تو اس بارے میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ نمازی دل میں جواب دے۔

امام حجرؒ فرماتے ہیں کہ اپنی تلاوت وغیرہ جاری رکھے اور زبان کی طرح دل کو بھی کہیں اور مصروف نہ کرے اور امام ابو یوسفؒ فرماتے ہیں کہ نماز اور تلاوت سے فارغ ہو کر جواب دے۔ امام ابو یوسفؒ کا یہ قول فتاوی ''آھو'' میں منقول ہے۔

(۳۱) خطبہ کے دوران گفتگو کرنا

علماء نے لکھا ہے اس دوران تسبیح، درود، اور امر بالمعروف بھی منع ہے۔ فتاویٰ قاضیخان میں امام ابو یوسفؒ سے منقول ہے اور یہ قول امام طحاویؒ کا بھی ہے کہ جب امام خطبے میں یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ آمَنُوْ صَلُّوْا عَلَیْهِ وَ سَلِّمُوْ تَسْلِیْمًا پڑھے تو نبی اکرم ﷺ پر دل ہی دل میں درود پڑھا جائے۔ مشائخ نے لکھا ہے کہ اس وقت درود نہ پڑھے بلکہ خاموشی سے امام کا خطبہ سنے کیونکہ ''خاموشی سے خطبہ سننا فرض ہے اور درود پڑھنا سنت ہے جس پر خطبہ کے بعد ہی دسترس ہو سکتی ہے۔

تجنیس میں ہے امام کے خطبہ دیتے وقت کسی شخص نے کسی کو سلام کر دیا تو وہ اسے دل ہی دل میں جواب دے دے۔

اسی طرح جب کسی کو دوران خطبہ چھینک آجائے تو وہ دل میں الحمدللہ کہے اس لئے کہ سلام کا جواب دینا واجب ہے اور اس واجب کو خاموشی سے سننے کے ساتھ ساتھ اس میں خلل لائے بغیر ادا کیا جا سکتا ہے یہ امام ابو یوسفؒ کا قول ہے۔ صحیح قول یہ ہے کہ اس کا جواب دینا واجب نہیں اس لئے کہ یہ انصات یعنی چپ چاپ سننے میں مخل ہے۔ اسی قول پر فتویٰ ہے۔ فتاویٰ خانیہ میں ہے کہ خطبہ کے وقت کوئی شخص کسی کو سلام نہ کرے اور نہ چھینک کا جواب دے۔ (فتاویٰ خانیہ علی هامش الهندیہ)

(۳۲) طلوع فجر سے لیکر نماز فجر تک دنیاوی باتیں کرنا

یہ عمل مکروہ ہے بعض حضرات نے کہا ہے کہ سورج طلوع ہونے تک دنیاوی باتیں کرنا مکروہ ہے۔ اس کا توڑ یہ ہے کہ اس دوران تلاوت قرآن یا ذکر اذکار میں مشغول رہے اور اگر سنت فجر نہ پڑھی ہو تو نفل نمازوں سے شغل کرے۔

(۳۳) بیت الخلاء میں بات کرنا

قضائے حاجت کرتے ہوئے یا بیت الخلاء کے اندر سے بلاضرورت گفتگو کرنا

مکروہ ہے۔

فتاویٰ خانیہ میں لکھا ہے اگر کوئی شخص بیت الخلاء میں پیشاب یا حاجت سے فارغ ہو رہا ہو تو ایسے شخص کو سلام نہیں کرنا چاہیئے۔ اگر کسی نے سلام کر دیا تو امام ابوحنیفہؒ کے ارشاد کے مطابق دل سے جواب دے گا، امام ابو یوسف فرماتے ہیں کہ جواب ہی نہ دے گا۔ امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ حاجت سے فارغ ہونے کے بعد جواب دے گا۔

(۳۴) جماع کے وقت گفتگو کرنا

یہ بھی مکروہ ہے اسی طرح ان تمام مواضع میں ہنسنا بھی مکروہ ہے۔ بعض حضرات نے فرمایا ہے کہ یہ ممانعت جماع کے وقت کسی اور سے بات کرنے پر محمول ہے البتہ آپس میں بات کی جا سکتی ہے۔ بلکہ اس دوران لطف اور محبت کی بات کرنا زوجین میں محبت کا باعث بھی ہے لیکن زیادہ باتیں نہ کرے۔

(۳۵) مسلمان کے لئے بددعا کرنا

مسلمان کے لئے بددعا کرنا گناہ ہے خاص طور سے اس کی موت کے وقت بعض حضرات نے تو اسے کفر تک کہا ہے بعض نے کہا ہے کہ اگر وہ بددعا کو اچھا سمجھتا ہو تو کفر ہے ورنہ نہیں۔

البتہ ظالم شخص کے لئے اس کے ظلم کے بقدر بددعا کرنا جائز ہے۔ اس سے تجاوز بھی جائز نہیں، خواہ مخواہ کسی کو بددعا دینا جائز نہیں ہے، بہتر یہ ہے کہ کسی پر بددعا کرے ہی نہیں۔

(۳۶) کافر یا ظالم کی درازئ عمر کی دعا کرنا

یا اپنے مقصد کے حصول کے لئے اس کی زندگی کو چاہنا، یہ ہرگز جائز نہیں ہے۔ کیونکہ اس کی زندگی کی تمنا اس کی معصیت سے رضامندی کے مترادف ہے البتہ ایسے شخص کے لئے توبہ نیکی اور ظلم کے دفعیہ کی دعا کی جا سکتی ہے۔ (مفتاح الفلاح)

اگر کبھی کسی مجبوری کے تحت دعا کرنی پڑ جائے تو اس دعا میں درازیٔ عمر کے ساتھ نیکی اور صلاح کی بھی دعا کرے مثلاً اسے طویل عمر عطا فرما اور اپنی تابعداری میں زندگی گذارنے کی توفیق عطا فرما۔

(۳۷) تلاوت قرآن کے وقت باتیں کرنا

تلاوت قرآن کے وقت، ظاہر مذہب کے مطابق، خاموش رہ کر تلاوت سننا واجب ہے۔ قرآن کریم میں ارشاد ہے کہ

''جب قرآن کریم پڑھا جائے تو اسے غور سے سنو اور خاموش رہو۔'' (سورہ انفال: ۲۰۴)

آیت کے الفاظ کا عموم اس بات کا مقتضی ہے کہ اسے سلب یا قید سے متصف نہ کیا جائے مگر فقہاء نے لکھا ہے جہاں لوگ اپنے کاموں میں مشغول ہوں اس جگہ اگر اونچی آواز سے تلاوت کی جائے اور لوگ نہ سنیں تو اس کا گناہ پڑھنے والے پر ہوگا۔ اس کے گناہ سے بچنے کا طریقہ اور توڑ یہ ہے تلاوت قرآن سننے کے آداب کو ملحوظ رکھا جائے۔

البتہ قرأت شروع ہونے کے بعد کسی کام میں لگنا الگ بات ہے اس کا گناہ کرنے والے پر ہوگا۔

تاتارخانیہ میں لکھا ہے کہ جب اونچی آواز سے تلاوت ہو رہی ہو تو وہاں سلام کرنا مکروہ ہے۔

اسی طرح مذاکرہ علم کے وقت نہ مذاکرہ علم میں سے کوئی شخص کسی باہر والے کو یا کوئی باہر والا مذاکرے میں مشغول افراد کو سلام کرے اگر ایسا ہوا تو مکروہ ہے۔

اسی طرح اذان و اقامت کے وقت بھی مکروہ ہے اور ایسے سلام کے جواب کے بارے میں صحیح قول یہ ہے کہ جواب نہیں دیا جائے گا۔

تاتارخانیہ کے اس مؤقف کے خلاف خلاصہ کی عبارت ہے ''کہ کیا ایسے

مواضع میں سلام کا جواب واجب ہے؟ فقہاء نے اس میں کلام کیا ہے اور مختار یہی ہے کہ سلام کا جواب واجب ہے سوائے خطبہ کے وقت جب سلام کرے۔

اسی طرح محیط سرخسی میں ہے کہ ''صدر الشہیدؒ نے یہ قول اختیار فرمایا ہے کہ سلام کا جواب دینا واجب ہے اسی طرح فقیہ ابو اللیث سے بھی منقول ہے۔ بخلاف خطبہ کے وقت سلام کرنے کے (کہ اس میں جواب دینا صحیح نہیں)۔

(۳۸) مساجد میں دنیاوی باتیں کرنا

مساجد میں دنیاوی باتیں بلاضرورت کرنا مکروہ ہے۔ حدیث میں ہے کہ دنیاوی باتیں مسجد میں کرنا نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے جیسے آگ لکڑیوں کو کھا جاتی ہے۔'' (کنز العمال)

اس کا توڑ یہ ہے کہ مسجد میں ذکر اذکار تلاوت اور نمازوں میں مصروف رہا جائے۔

(۳۹) مسلمان کو برے لقب سے یاد کرنا

مسلمان کا برا لقب وضع کرنا، کسی کی چڑ بنانا اور اسے اس لفظ سے پکارنا جائز نہیں ہے۔ قرآن کریم میں ''برے القاب سے یاد کرنے کو منع کیا گیا ہے'' (سورۃ الحجرات: ۱۱) البتہ قابل تعریف بات پر اچھے الفاظ سے یا کسی لقب سے موسوم کرنا درست ہے اور یہ بھی اس وقت جب ملقب اس سے راضی ہو، ناراض نہ ہو۔

اس کا توڑ یہ ہے کہ مسلمان کی عزت کی جائے اور اس کے سامنے اور غیر موجودگی میں ادب سے پیش آیا جائے اور زبان کو اس کی تضحیک غیبت وغیرہ سے محفوظ رکھا جائے۔

(۴۰) جھوٹی قسم کھانا

جھوٹی بات پر عمداً قسم کھانا ''یمین غموس'' کہلاتا ہے، یہ حرام ہے۔ (الزواجر)

(۴۱) غیر اللہ کی قسم کھانا

اس کی چند صورتیں ہیں

(۱) بلاتعلیق غیر اللہ کی قسم کھائی جائے جیسے ماں باپ کی قسم، جان کی قسم، رسول، فرشتوں وغیرہ کی قسم کھانا، اس طرح قسم کھانا جائز نہیں ہے۔

(۲) تعلیق کے ساتھ قسم کھانا، تعلیق غیر کفریہ بات پر ہو، جیسے طلاق، عتاق سے معلق کر کے قسم کھائی جائے اس طرح کی قسم کھانا بعض حضرات کے نزدیک مکروہ ہے اور عامۃ المشائخ کے نزدیک مکروہ نہیں ہے۔

(۳) تعلیق کے ساتھ قسم کھانا مگر تعلیق کفریہ بات کی طرف ہو جیسے ''اگر میں جھوٹا ہوں تو کافر ہو جاؤں یا کہا ''اگر میں نے یہ کام کیا تو میں کافر ہوں، یا کہے ''یہود ہوں وغیرہ اس پر اکثر حضرات کفر کا فتویٰ دیتے ہیں، یعنی اگر بات میں وہ جھوٹا ہو یا ایسا کر لے تو کافر ہو جائے گا۔ اگر وہ اپنے قسم کھانے میں جھوٹا ہو تو گناہ کبیرہ ہے حتیٰ کہ بعض نے کفر تک فتویٰ دیا ہے اور اگر وہ سچا ہو تو پھر کافر نہیں ہوگا۔

احناف نے اسے قسم کی نیت سے مقید کیا ہے اگر قسم کی نیت نہیں کی تو کافر ہوگا ورنہ یہ محض قسم شمار ہوگی اور اس سے آدمی نہ ماضی میں کافر ہوگا اور نہ مستقبل میں۔

(۴) قسم غیر اللہ کی حروف قسم کے ساتھ کھائی جائے یہ بھی گناہ کبیرہ ہے جس پر اندیشہ کفر بھی ہے۔ (ملخص از زواجر۔ ومفتاح الفلاح)

(۴۲) امارت، عہدے کا مطالبہ کرنا

امارت، عہدے وغیرہ مانگنا حلال نہیں جس طرح مال مانگنا جائز نہیں بعض فقہا نے کہا ہے کہ قضاء کا عہدہ اپنے اختیار سے قبول کرنا بھی جائز نہیں۔ مختار قول یہ ہے کہ اگر عہدہ خود ملے بغیر کسی سوال اور طلب یا سفارش کے تو اس کا قبول کرنا جائز ہے لیکن

اس میں بہتر یہ ہے کہ قبول نہ کرے۔ اسی طرح امیر بننے، حاکم بننے کا حکم بھی یہی ہے۔
اس کی وجہ یہ ہے کہ امارت اور قضاء یہ دونوں بہت مشکل کام ہیں۔ انسان ان کے حقوق کی کماحقہ رعایت نہیں کر سکتا۔ اس لئے اگر کوئی دوسرا شخص جو اس کا اہل ہو اور یہ کام کر سکتا ہو تو یہ اس کے لئے چھوڑ دے خود نہ کرے۔ اگر کوئی دوسرا اس کے سوا موجود نہ ہو تو اس کا قبول کر لینا ضروری ہے کیونکہ یہ دونوں عہدے اور ان کا کام فرض کفایہ ہے۔ (مفتاح الفلاح)

(۴۴) اوقاف کا متولی بننے کی طلب کرنا

اس کا معاملہ بھی امارت و قضاء کی طرح ہے۔ علامہ ابن ھمامؒ نے لکھا ہے کہ جو شخص اوقاف کی تولیت مانگے اسے نہ دی جائے گی جس طرح امارت مانگنے والے کو امیر نہیں بنایا جاتا۔ مولانا اشرف علی تھانوی قدس سرہ نے امارت و عہدوں کے حوالے سے ذکر فرمایا ہے کہ انسان کو عام کارکن بن کر رہنا چاہیئے۔ بہر حال اس نسخے پر عمل کرنا ان گناہوں سے بچا سکتا ہے۔

(۴۵) کسی کا وصی بننے کی طلب کرنا

وصی کا مطلب ہوتا ہے کہ کوئی شخص وصیت کرے کہ "زید، میرے بعد میرا وصی ہے، لہٰذا زید پر اس کے حقوق کی ادائیگی اور بقیہ مال کی وراثت لازم ہو جاتی ہے۔
علامہ قاضی خان کہتے ہیں آدمی کو وصیت قبول نہیں کرنی چاہیئے۔ اس لئے کہ یہ ایک خطرناک معاملہ ہے۔ امام ابو یوسفؒ سے مروی ہے کہ وصیت میں پہلی مرتبہ داخل ہونا غلطی ہے دوسری مرتبہ داخل ہونا خیانت اور تیسری مرتبہ چوری ہے۔
امام شافعیؒ فرماتے ہیں وصیت میں احمق یا چور ہی داخل ہوتا ہے۔ (مفتاح الفلاح)

(۴۶) اپنے لئے بددعا کرنا یا موت کی تمنا کرنا

اپنے لئے موت کی دعا کرنا جائز نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

''اور انسان خیر سے پہلے شر مانگتا ہے انسان بڑا جلد باز ہے''

(سورۃ بنی اسرائیل)

موت کی دعا کرنا اور شہادت کی دعا کرنے میں فرق ہے۔ اس طرح دعا کرنا کہ ''اے اللہ مجھے جب بھی موت آئے شہادت کی موت آئے'' یا اس طرح کہ ''اے اللہ مجھے اپنے راستے میں شہادت کی موت نصیب فرما'' نہ صرف جائز بلکہ مستحب اور عین عبودیت ہے۔

(۴۷) اپنے مسلمان بھائی کا عذر رد کرنا

اپنے مسلمان بھائی کا عذر رد کرنا اسے قبول نہ کرنا بھی گناہ ہے۔ البتہ جس کا جھوٹا ہونا یقینی ہو اس کا عذر قبول نہ کرنے میں مضائقہ نہیں۔

(۴۸) قرآن کریم کی اپنی رائے سے تفسیر کرنا

قرآن کریم کی تفسیر اپنی رائے سے کرنا انتہائی گھناؤنا فعل ہے۔ علماء نے مفسر کے لئے تقریباً پندرہ شرائط لکھی ہیں اور تقریباً پندرہ علوم میں ماہر ہونا ضروری قرار دیا ہے۔ جس کی اولین شرط اجتہاد پر قادر ہونا ہے۔ (مفتاح السعادۃ)

تفسیر بالرائے اگر قرآنی اصولوں سے متصادم ہو جائے تو کفر تک پہنچا دیتی ہے اور اگر کفر تک نہ پہنچائے تو کم از کم سخت گناہ ضرور ہے۔

(۴۹) مسلمان کو بے وجہ خوف دلانا

مسلمان کو خواہ مخواہ ڈرانا، دھمکانا اور اس کی منشاء کے خلاف اسے مجبور کر دینا، مثلاً کوئی چیز اس سے ہبۃ کے طور پر لے لینا یا طلاق لے لینا، یا نکاح لے لینا وغیرہ سب ناجائز اور حرام ہے۔ (الزواجر)

اس گناہ سے بچنے کے لئے ضروری ہے کہ کسی مسلمان سے زبردستی نہ کی جائے آخرت میں اس کے حق کی ادائیگی سے ڈرا جائے۔

(۵۰) بلاضرورت بات کاٹنا

کسی کی بات کو کاٹنا یعنی اس کی گفتگو میں دخل دینا یا اس کے تسلسل کو اپنے کسی سوال یا اعتراض یا توثیق یا تردید کے ذریعے توڑ دینا ممنوع ہے۔ خصوصاً جب مذاکرہ علم ہو یا فقہ کا تکرار ہو۔ کیونکہ ابھی اوپر گذرا ہے کہ مذاکرہ علم کی مجلس کو سلام کرنا مکروہ ہے یہ صرف ان کے تسلسل کو توڑ دینے کی بناء پر مکروہ ہے۔

یا خود اپنی بات کو غیر موضوع کی بات کر کے قطع کرنا یعنی ایک شخص دعوت دیتے ہوئے، تفسیر پڑھاتے ہوئے یا خطاب کرتے کرتے کسی شخص کو مخاطب کر کے اپنی کسی ضرورت یا گھریلو کام کے لئے کہہ دے۔

یا مجلس وعظ و نصیحت میں گفتگو کرتے ہوئے دائیں بائیں کسی سے سرگوشی کرنا یا خواہ مخواہ ادھر ادھر دیکھنا یا بلاضرورت حرکت کرنا، یہ سب سوء ادب خفت، جلد بازی اور بے وقوفی ہے بلکہ متکلم کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنی بات کو مسلسل جاری رکھتے ہوئے بغیر خلل پیدا کئے اسے اختتام تک پہنچائے اور مخاطب کے لئے ضروری ہے کہ وہ متکلم کی طرف توجہ دے اور خاموشی سے غور کے ساتھ اس کی بات سنے اور خواہ مخواہ ادھر ادھر نہ دیکھے نہ حرکت کرے اور بات بھی نہ کرے خصوصاً جب بات کرنے والا اللہ تعالیٰ کے کلام کی تفسیر یا احادیث بیان کر رہا ہو۔ الا یہ کہ کوئی طبعی یا شرعی ضرورت پیش آجائے تو حرکت یا کلام کر سکتا ہے۔ (مفتاح الفلاح)

(۵۱) ماتحت کا اپنے بڑے کی بات رد کرنا، یا مخالفت کرنا

کسی چھوٹے کا اپنے بڑے، ماتحت کا اپنے افسر، رعایا کا اپنے حاکم، بیوی کا اپنے شوہر، اولاد کا اپنے والدین کی بات رد کرنا، مخالفت کرنا، اس کی بات نہ ماننا اور اور شرعیہ میں اس کی اطاعت نہ کرنا، اسی طرح شاگرد کا اپنے استاد، جاھل کا عالم سے بحث کرنے، مخالفت کرنے اور مذکورہ باتوں کا حکم بھی یہی ہے۔ یہ تمام باتیں بہت قبیح ہیں ایسا کرنے والا سخت تعزیر کا مستحق ہے۔

الخلاصہ میں لکھا ہے کہ اگر دو آدمیوں کے مابین اختلاف ہو جائے اور ایک شخص اپنے موقف پر مفتیوں سے فتویٰ لے آئے۔ دوسرا شخص کہے کہ جیسا انہوں نے لکھا وہ صحیح نہیں ہے اور فتوے پر عمل نہ کرے تو ایسا شخص تعزیر کا مستحق ہے۔

تعزیر اُناسی کوڑوں تک کی سزا ہے جو حاکم اپنی صوابدید پر مقرر کر سکتا ہے۔ (تعزیر سخت سے سخت بھی ہو سکتی ہے حتی کہ موت کی سزا بھی تجویز کی جا سکتی ہے۔ (تفصیل کتب فقہ۔ ہدایہ۔ عالمگیری۔ شامی۔ بدائع وغیرہ میں ملاحظہ کریں)

(۵۲) خواہ مخواہ کسی چیز کی حلت و حرمت یا اس کے مالک وغیرہ کے بارے میں سوال کرنا

کسی چیز کے بارے میں اس طرح سوال کرنا کہ یہ حلال ہے یا حرام؟ اس کا مالک کون ہے؟ یہ پاک ہے یا ناپاک؟ مثلاً اس نے کوئی چیز خریدی، بیچنے والے سے پوچھے کہ اس کا مالک کون ہے؟ یا اسے کوئی چیز ہدیہ ملے تو وہ ہدیہ کے بارے میں حلت و حرمت کا سوال کرے یا اسے پانی پلایا جائے یا کوئی چادر، دری، یا بستر بچھایا جائے تو یہ اس کے پاک یا ناپاک ہونے کا سوال کرے تو یہ دوسرے شخص کے لئے اذیت کا باعث ہوگا۔ اور ایک طرح کا سوء ظن، ریاء، تکبر، جہالت یا تجسس اور بدعت ہے۔ (مفتاح الفلاح)

کیونکہ اشیاء کی ظاہری حالت پر اعتماد کرنا چاہیئے جیسا صحابہ کرام اور تابعین نے کیا تھا۔ کیونکہ کسی کے ہاتھ میں اشیاء کا ہونا عموماً ملکیت کی دلیل ہے، اور اشیاء میں اصل حکم اباحت کا ہے اور یقین، شک سے زائل نہیں ہوتا۔ (الاشباہ)

(۵۳) سرگوشی

تیسرے کی موجودگی میں دو آدمیوں کا سرگوشی کرنا منع ہے اور گناہ ہے۔

(کما ورد فی الحدیث)

(۵۴) اجنبی نوجوان عورت سے بلاضرورت گفتگو کرنا

اجنبی عورت سے بلاضرورت گفتگو جائز نہیں حتی کہ اسے سلام کرنا، اس کی چھینک پر ''یرحمک اللہ'' کہنا اور اونچی آواز سے اس کے سلام کا جواب دینا بھی جائز نہیں۔ البتہ دل میں سلام کا جواب دے سکتا ہے۔ (فتاویٰ شامی)

(۵۵) غیر مسلم کو سلام کرنا

جب کسی غیر مسلم سے کوئی کام یا ضرورت پیش نہ آئی ہو اسے سلام کرنا مکروہ ہے البتہ ضرورت کے تحت سلام کہہ دینا جائز ہے اور اس میں بھی سلام مقاطعہ کی نیت کرے۔ سلام مقاطعہ قرآن کریم کا مشہور ''قالوا سلٰماً'' ہے اور اس کا مطلب ان سے برأت اور دوری کا اظہار ہے۔

فقہاء نے لکھا ہے کہ علانیہ فاسق کو سلام نہ کرے نہ ہی گانا گانے والے کو، نہ کبوتر باز کو سلام کرے۔ فتاویٰ تاتارخانیہ میں عتابیہ کے حوالے سے لکھا ہے کہ جب ذمی (غیر مسلم) اسے سلام کرے تو ''وعلیکم'' کہے اس سے زیادہ کہنا درست نہیں۔ اسی طرح فتاویٰ تاتارخانیہ وغیرہ میں بھی لکھا ہے۔

ذمی وہ غیر مسلم ہے جو ٹیکس دے کر مسلم ملک میں رہ رہا ہو۔

(۵۶) برے ارادے سے جانے والے کو راستہ بتانا

یہ اس لئے منع ہے کہ یہ گناہ پر مدد ہے اور قرآن کریم میں اس سے منع کیا گیا ہے: ''اور تعاون نہ کرو گناہ اور سرکشی (کے کاموں) میں''۔ مثلاً ایک شخص فلم بینی کے لئے سینما کا راستہ پوچھے تو اسے راستہ بتانا درست نہیں بلکہ اسے یہ کہدے کہ کسی اور سے پوچھ لو۔

بلکہ الخلاصہ میں تو لکھا ہے کہ ذمی شخص اپنی عبادت گاہ کا پتہ پوچھے تو اسے راستہ بتا دینا درست نہیں ہے۔ بہر حال آج کل کے لبرل حضرات کے لئے یہ نص بڑا تازیانہ

ہے۔صرف ان کا یہ کہد ینا کہ وہ بھی تو خدا کی عبادت کرنے ہی جا رہا ہے صحیح نہیں، کیونکہ وہ اصل طریقے سے عبادت نہیں کر رہا جو کہ صرف اہل اسلام کا طریقہ ہے۔

(۵۷) گناہ کے کام کی اجازت دینا

یہ اس لئے گناہ ہے کہ یہ گناہ اور معصیت سے رضامندی ہے، مثلاً اپنی بیوی اور بیٹیوں کو بے پردگی والی جگہ جانے کی اجازت دے دینا، یا نامحرموں کے گھر جانے کی اجازت دینا جہاں بے پردگی کا احتمال ہو یا مخلوط اجتماع یا تقریب میں مثلاً مہندی وغیرہ کی تقریب کی اجازت دینا یا جہاں غیر شرعی کام ہو رہے ہوں مثلاً گانا بجانا یا فلم/مووی بن رہی ہو، ایسی تقاریب اور جگہوں پر جانے کی اجازت دینا گناہ ہے۔

اس گناہ کا توڑ یہ ہے کہ شریعت پر مضبوطی سے کاربند رہا جائے اور شریعت کے احکامات پر کسی کا دباؤ تسلیم نہ کیا جائے نہ ہی لچک دکھائی جائے۔

الخلاصہ میں لکھا ہے بیوی کو سات جگہوں پر جانے کی اجازت دی جا سکتی ہے۔

(۱) والدین سے ملاقات، ان کی عیادت یا تعزیت کے لئے جانا
(۲) یا محارم سے ملاقات کے لئے
(۳) یا اگر وہ عورت دائی ہے
(۴) یا میت کو غسل دیتی ہے
(۵) یا کسی پر اس کا کوئی حق ہے
(۶) یا کسی کا اس پر حق ہے
(۷) یا حج پر جانا چاہے تو اجازت دی جا سکتی ہے۔

ان سات جگہوں کے علاوہ اجنبیوں (نامحرموں) کی زیارت، ان کی عیادت یا کسی تقریب میں جانے کی اجازت نہیں دی جا سکتی اگر عورت بغیر اجازت گئی تو گناہ گار ہوگی۔اسی طرح حمام میں جانے سے شوہر اسے روکے گا۔

اگر عورت مجلس علم میں شوہر کی اجازت کے بغیر جانا چاہے تو نہیں جا سکتی اگر کوئی اچانک مسئلہ درپیش آجائے اور شوہر اسے عالم سے پوچھ کر بتا دے تو اسے نکلنا بغیر شوہر کی اجازت کے جائز نہیں۔ اگر فوری نوعیت کا مسئلہ درپیش نہ ہو لیکن وہ تعلیم حاصل کرنے مثلاً وضو اور نماز کے مسائل سیکھنے جانا چاہے، تو اگر شوہر کو یاد ہیں اور وہ اسے بتا دیتا ہے تو شوہر اسے جانے سے روک سکتا ہے۔ لیکن اگر شوہر کو مسائل یاد نہیں تو کبھی کبھار اجازت دے دینا بہتر ہے لیکن اگر اجازت نہ دے تو شوہر پر کوئی حرج نہیں۔ اور عورت کو کوئی شرعی ضرورت یا طبعی مسئلہ پیش آئے بغیر گھر سے نکلنا جائز نہیں ہے۔ (فتاویٰ شامی)

علامہ ابن ہمام کہتے ہیں کہ اگر ہم عورت کو نکلنے کی اجازت دیں تو وہ اجازت ''زینت'' نہ کرنے سے مشروط ہوگی اور یہ کہ وہ ایسی ہیئت میں نکلے کہ جس میں مردوں کو اس کی طرف دیکھنے اور مائل ہونے کا داعیہ نہ ملے'' ارشاد ربانی ہے: ''اور جاہلیت کی زینت اختیار کر کے مت نکلو۔''

جہاں عورت کو حمام سے منع کرنے کا ذکر اوپر گزرا، فتاوی قاضی خان میں اس طرح مذکور ہے کہ اصل میں حمام میں داخل ہونا مطلقا ممنوع نہیں ہے اس لئے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور بعض صحابہ رضی اللہ عنہم سے ثابت ہے اور عورتوں اور مردوں دونوں کے لئے مشروع ہے البتہ اتنی شرط عائد کی جائے گی کہ حمام میں کوئی انسان ستر کھولے ہوئے نہ ہو'' (ملخص)

اس لئے مذکورہ بنیاد پر جب علم ہو کہ حمام میں ستر کھولنے والے موجود ہوں گے تو اسے روکنے میں کسی فقیہ کا کوئی اختلاف نہیں۔ اور دخول حمام سے روکنے پر کئی احادیث وارد ہوئی ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ''جو شخص اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے وہ اپنی عورت کو حمام میں داخل نہ کرے'' یہ روایت نسائی، ترمذی اور حاکم نے نقل کی ہے۔ اسی طرح حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے روایت کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ''حمام میری امت کی عورتوں پر حرام ہے۔'' (مستدرک حاکم)

اجازت کبھی سکوت کے ساتھ ہوتی ہے اس کا حکم قولی اجازت کی طرح ہے،

اس لئے نہی عن المنکر فرض ہے۔قول کے ساتھ منع کرنا اور روکنا ان معاملات میں جس میں اجازت دینا واجب ہے'' نہی عن المعروف میں داخل ہو جائے گا۔ اس کی مثال یہ ہے کہ اگر عورت کے ماں باپ میں سے کوئی بیمار ہو اور ان کی تیمارداری کرنے والا کوئی نہ ہو تو اگر شوہر عورت کو ان کی خدمت کے لئے جانے سے منع کرے گا تو گناہ گار ہوگا ایسی صورت میں اگر شوہر بالفعل عورت کو نہ روکے تو وہ بغیر صریح اجازت کے جا سکتی ہے۔(مفتاح الفلاح)

(۵۸) مذاق کرنا

مذاق کرنے میں تفصیل یہ ہے کہ اگر اس میں جھوٹ یا مسلمان کو خوفزدہ کرنے والی بات ہو تو ناجائز ہے، ورنہ جائز ہے زیادہ مذاق کرنا مذموم ہے اور منع ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ زیادہ مذاق کرنے سے آدمی کا وقار ختم ہو جاتا ہے اور بعض مرتبہ آپس میں کدورت آجاتی ہے اور زیادہ ہنسنا دل کو مردہ کر دیتا ہے۔ اسی طرح نبی کریم ﷺ نے بھی فرمایا کہ اگر تمہیں آخرت کا حال معلوم ہو جائے تو تم زیادہ روؤ اور کم ہنسو۔'' بہر حال اس بات کو یاد کر کے آخرت کا رونا یاد کیا جائے جس قدر مزاح کی شرعاً اجازت ہے اس کی حدود سے آگے نہ بڑھے۔

(۵۹) تعریف کرنا

تعریف کرنا بعض حالات میں مذموم ہے بعض حالات میں اس کی اجازت ہے تعریف کرنا پانچ شرائط کے ساتھ جائز ہے۔

(۱) تعریف خود اپنی نہ ہو، خود اپنی تعریف کرنا (اپنے منہ میاں مٹھو بننا) جائز نہیں ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ''خود اپنی تعریف نہ کرو (وہ اللہ) بہتر جانتا کہ کون پرہیز گار ہے'' اور اسی کے ساتھ اپنی اولاد، اپنے شاگردوں، اپنی تصانیف کی اس طرح تعریف کرنا کہ جو خود اپنی تعریف کو مستلزم ہو جائز نہیں ہے۔ کسی دانشور سے پوچھا گیا کہ سب سے برا سچ کیا ہے؟ اس نے کہا کسی شخص کا خود اپنی

تعریف کرنا۔

اگر تعریف سے اللہ تعالیٰ کی نعمت کا اظہار مقصود ہو یا اپنے علم وعمل کے حق کا اعلان مقصود ہو تا کہ لوگ اس سے علم حاصل کریں اور عمل میں اس کی پیروی کریں یا اس کا حق ادا کر دیں۔ اس سے ظلم کو دور کریں یا ہر ایسی بات جس سے اپنی تعریف اور فخر مقصود نہ ہو" کہنے کی گنجائش ہے۔

(۲) دوسری شرط یہ ہے کہ تعریف میں اتنا غلو کرنے سے احتراز کرے جو جھوٹ تک پہنچ جائے یا ریاکاری اور غیر متحقق بات تک پہنچے۔ اور اس بات کی تحقیق کا کوئی طریقہ اور راستہ نہ ہو۔ جیسے کسی کے تقویٰ، پرہیز گاری اور زہد کی تعریف کرنا اس میں یقین کے الفاظ نہیں کہنے چاہئیں بلکہ یوں کہے کہ میں گمان کرتا ہوں، یا میرا خیال اس کے بارے میں یہ ہے وغیرہ

(۳) تیسری شرط یہ ہے کہ ممدوح فاسق نہ ہو۔

(۴) اسے معلوم ہو کہ تعریف کرنے سے ممدوح میں تکبر، غرور اور خود بینی نہیں پیدا ہوگی۔

(۵) پانچویں شرط یہ ہے کہ تعریف کسی حرام غرض سے نہ ہو یا وہ تعریف فساد وخرابی پر منتج نہ ہو۔ مثلاً اجنبیوں میں کسی مرد یا عورت کے حسن و جمال کی اس طرح تعریف کرنا کہ ان لوگوں میں شہوت بیدار ہو، اور ان کو زنا یا لواطت پر آمادہ کیا جائے یا نفس کے تلذذ، مجلس گرم کرنے، یا لوگوں کو ہنسانے کے لئے کہی جائے، یا عورت کسی غیر عورت کے حسن کی تعریف اپنے شوہر کے سامنے کرے، امراء اور حکام کی تعریف کرنا تا کہ ان سے مال حرام حاصل ہو جائے یا لوگوں پر اپنا تسلط اور ظلم کا اختیار پیدا ہو جائے، ان تمام اغراض کے ساتھ تعریف کرنا حرام ہے، ان اغراض سے اگر خالی ہو تو تعریف کرنا جائز ہے جب کہ پانچوں شرائط کی پاسداری کی جائے۔ (مفتاح الفلاح)

(۶۰) کسی کی برائی کرنا

ذم یعنی برائی کرنا درست نہیں ہے، ایسا ذم جو مذموم ہے اکثر جھوٹ پر مبنی ہوتا ہے یا غیبت، عار، طعنہ پر مبنی ہوتا ہے۔ کھانے کی برائی کرنا بھی ممنوع ہے یعنی اس میں عیب نکالنا، حدیث میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے کبھی کھانے میں عیب نہیں نکالا'' اسی طرح کسی کے لباس، سواری یا گھر وغیرہ کی برائی کرنا یہ سب ممنوع ہے اور تکبر میں داخل ہے۔

البتہ کسی کی برائی اس مقصد سے کرنا کہ مخاطب کہیں اس شخص کے چنگل میں نہ پھنس جائے ''برائی نہیں بلکہ خیر خواہی ہے'' اسی طرح ظالم حاکم کی برائی کرنا، غیبت یا برائی کے زمرے میں نہیں آتا۔ بہر حال اس گناہ کا توڑ یہ ہے کہ اپنی برائیوں اور عیوب کو مدنظر رکھا جائے اور ان کی اصلاح کی فکر کی جائے دوسروں کی برائی کرنا احساس کمتری یا احساس برتری کے جذبات سے ہوتا ہے، اسے ترک کر دیا جائے۔

(۶۱) شعر گوئی

شعر کہنا علماء کے درمیان معرکۃ الآراء مسئلہ رہا ہے اور شعر گوئی کے بے شمار مفاسد کے باعث بے شمار علماء اسے پسند نہیں فرماتے اور جائز قرار دینے میں بڑی کڑی شرائط عائد کرتے ہیں۔

شعر گوئی کے مکروہ ہونے کی اصل وجہ قرآن کریم کے ارشادات ہیں۔ ارشاد ربانی ہے:

> ''اور شاعروں کے راستے پر گمراہ لوگ چلتے ہیں (اے مخاطب کیا تم کو نہیں معلوم وہ ہر میدان میں حیران پھرا کرتے ہیں، وہ زبان سے وہ باتیں کہتے ہیں جو کرتے نہیں۔'' (الشعراء:۲۲۴)

اس لئے شاعری کو کبھی پسند نہیں کیا گیا جواز کے لئے حضرت حسان بن ثابت اور حضرت خنساء کی شاعری ہے، جو عام شاعری جیسی نہیں اس لئے علماء نے شاعری کے

جواز کے لئے کئی شرائط تحریر فرمائی ہیں۔

(۱) اس میں جھوٹی باتیں نہ ہوں۔

(۲) ریاء کاری نہ ہو۔

(۳) ناجائز ہجو (کسی کی برائی) نہ ہو۔

(۴) گناہوں اور گانے کا اس میں ذکر نہ ہو۔

(۵) تعریف کی آفات سے خالی ہو۔

(۶) شاعری زیادہ نہ کرے۔

(۷) صرف اسی کو ایسا مشغلہ نہ بنالے کہ واجبات اور سنن کی ادائیگی سے بھی محروم ہو جائے۔ (ملخص از۔ الزواجر۔ مفتاح الفلاح)

ان شرائط کے ساتھ شاعری (شعر گوئی) جائز ہے اس کے علاوہ حمد باری تعالیٰ، نعت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اسلام سے محبت اور جہاد پر ابھارنے والی صحیح شاعری جس میں واقعی الفاظ و مضامین ہوں محض مقفّٰی مسجع اور بیکار الفاظ کا مجموعہ نہ ہو تو ایسی شاعری مستحب اور باعث اجر و ثواب بھی ہے۔

اگر شاعری مذکورہ شرائط و آداب سے خالی ہو تو ایسی شاعری وقت کا ضیاع اور گمراہی کا زینہ ہے۔

(۶۲) فضول فصاحت و سجع

فصاحت و سجع ہر وقت گناہ نہیں ہے اگر بغیر تکلف اور تصنع کے ہو تو پسندیدہ ہے جیسا کہ خطابت اور وعظ و نصیحت میں معمولی سا تکلف بھی مستحب ہے کیونکہ اس سے دلوں میں تحریک اور شوق پیدا ہوتا ہے۔

لیکن اگر ان کے علاوہ تکلف کیا جائے جس سے مقصود ریا کاری یا اپنی تعریف ہو تو ایسی فصاحت اور سجع مذموم ہے اور ریا کاری کی وجہ سے گناہ بھی ہے۔

(۶۳) لایعنی باتیں کرنا

ایسی باتیں جن سے دین و دنیا کا کوئی فائدہ نہیں، بے مقصد، محض وقت گذاری کے لئے فضول قصے، اپنے سفر اور ایڈونچر کے قصے کہانیاں، اور کسی جگہ کی خوبصورتی کا بے مقصد تذکرہ۔ فضول سوالات جن کا آپ سے کوئی مطلب نہ ہو، یہ چیزیں پسندیدہ نہیں اور اگر اس میں ریا کاری، جھوٹ، غیبت وغیرہ شامل ہو جائیں تو یہ باتیں حرام ہیں۔

لیکن اگر ان سے مقصد معلومات یا عبرت ہو یا خود پر سے تکبر کی تہمت ہٹانے کے لئے بعض لوگ دوسروں سے کچھ وقت اس طرح کی باتیں کر لیں، تا کہ لوگ یہ نہ کہیں کہ یہ کسی سے بات نہیں کرتا، یا مجلس میں سے خواہ مخواہ کی شرم، یا اجنبیت دور کرنے، کسی کا غم ہلکا کرنے، یا بچوں کو بہلانے، گھر کی خواتین کی دل جوئی، یا سفر کی تکلیفوں اور وہاں کے اسرار سے آگاہی مقصود ہو تو اس قسم کی باتیں ممنوع نہیں۔ اسی طرح مذکورہ وجوہات کی بناء پر قدرے مزاح بھی جائز ہے جو کہ نیت سے تعلق رکھتا ہے مگر جب وہ لایعنی کی حد میں آجائیتو منع ہے۔

(۶۴) خواہ مخواہ طلاق دینا

ایک ساتھ تین طلاق دینا یا بلاوجہ چار ماہ تک مباشرت نہ کرنے کی قسم کھانا۔ (ایلاء کرنا) البتہ نصیحت و عبرت کے لئے چار ماہ سے کم ایلاء کرنا جائز ہے کیونکہ چار ماہ کے ایلاء کا نتیجہ طلاق بائن ہی ہوتا ہے اور طلاق ناپسندیدہ عمل ہے۔ کم عرصے کے ایلاء کے جواز پر نبی کریم ﷺ کا اپنی ازواج مطہرات سے ایک ماہ کا ایلاء کرنا دلیل ہے۔

(۶۵) ''فضول گوئی''

حدیث میں ہے کہ ''بہترین گفتگو وہ ہے جو کم ہو اور اپنے مفہوم پر مکمل دلالت کرے (یعنی بات بھی پوری ہو جائے)'' اس لئے ضرورت سے زیادہ کلام کرنا کہ جب

بات بھی پوری ہو چکی ہو مزید کچھ کہا جائے یا اسی بات کو بار بار دہرایا جائے یا گھما پھرا کر پھر وہی بات کہی جائے، یا بات کہنے کے لئے فضول تمہید باندھی جائے، مختصر یہ کہ ضرورت سے زیادہ گفتگو کرنے کو فضول گوئی کہا جاتا ہے اور یہ مکروہ ہے کیونکہ شریعت میں مختصر گفتگو کو پسند کیا گیا ہے۔

البتہ بعض جگہیں اس سے مستثنیٰ ہیں، مثلاً مخاطب کی سمجھ کم ہو اور بات کو بار بار دہرایا جائے، یا نصیحت کو دہرایا جائے یا سبق کو استاد دہرائے یا طالب علم آپس میں دہرائیں تاکہ بات ذہن نشین ہو جائے۔ اس کی گنجائش ضرورت کی بناء پر ہے، جہاں ضرورت نہیں وہاں اختصار اور ایجاز مستحب ہے اور جتنی باتیں ہم نے زبان کی آفات و منکرات کے حوالے سے ذکر کی ہیں ان سب کا تعلق بولنے سے ہی ہے۔ (مفتاح الفلاح)

(٦٦) چپ رہنے کی وجہ سے زبان کی آفات کا اجمالی ذکر

یہاں ان باتوں کا ذکر کیا جائے گا جن میں زبان کے استعمال کو دخل ہے، اگر ان باتوں کو چھوڑ دیا جائے یا ضرورت کے باوجود چپ رہا جائے اور زبان سے نہ کہا جائے تو یہ بھی معصیت ہے، ضرورت چاہے شرعی ہو یا طبعی برابر ہے۔

قرآن نہ سیکھنا، تلاوت نہ کرنا، تشہد قنوت وغیرہ نہ پڑھنا، یا جن اذکار وغیرہ کا پڑھنا واجب یا سنت ہے انہیں نہ پڑھنا، قدرت کے باوجود امر بالمعروف اور نہی عن المنکر چھوڑ دینا جب کہ اثر ہونے کا یقین بھی ہو اور نقصان کا ڈر بھی نہ ہو۔ قبول کے یقین کے باوجود نصیحت اور اصلاح کی بات چھوڑ دینا، متعین ہونے کے باوجود تعلیم اور فتویٰ چھوڑ دینا، اللہ کے حکم کے مطابق و موافق عدالت کا حکم نہ ماننا، مسنون ہونے کے باوجود سلام نہ کرنا یا اس کا جواب نہ دینا، چھینک کا جواب نہ دینا جب کہ واجب بھی ہو جائے، والدین یا دوسرے کسی محرم سے بات چیت بند کر دینا، باوجود طاقت ہونے کے مظلوم کی حمایت میں نہ بولنا، حق کی گواہی نہ دینا، اللہ تعالیٰ کے نام کی تعظیم میں، سبحان اللہ یا تبارک اللہ وغیرہ نہ کہنا، آنحضرت ﷺ کا نام نامی سن کر درود نہ پڑھنا، کیونکہ

اکثر علماء کے نزدیک اس وقت درود پڑھنا واجب ہے۔

مخمصے کے وقت انتہائی مفلس و نادار اور عاجز شخص کا سوال نہ کرنا، اس میں تفصیل یہ ہے کہ اگر یہ باہر نکلنے کی طاقت نہ رکھتا ہو تو جس شخص کو علم ہو اسے حسب استطاعت اس کی مدد کرنا ضروری ہے اور اگر اسے بھی طاقت نہ ہو تو صاحب استطاعت کو اطلاع دینی ضروری ہے۔ اسی پر اس کلام سے چپ رہنا جس کا کہنا واجب یا سنت ہے بالترتیب حرام اور مکروہ ہے۔

زبان کی آفات اور گناہ اتنے زیادہ اور کثیر الوقوع ہیں کہ اس زمانے میں ان سے بچنا بہت مشکل ہے اور اس کا ایک ہی حل ہے کہ معاش اور معاد کی ضرورت اور جمعہ اور عیدین اور دیگر ضروری اجتماعات کے علاوہ لوگوں سے اختلاط نہ رکھیں اور بلاضرورت لوگوں میں نہ بیٹھیں کنارہ کشی اختیار کر کے رکھیں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو ان آفات سے محفوظ فرمائے۔

آمین

☆☆☆

فصل سوم

﴿کان کی آفات وگناہوں کا ذکر﴾

(۱) جو بات کہنا جائز نہیں وہ سننا بھی جائز نہیں

جو بات، یا الفاظ زبان سے کہنا گناہ ہیں وہ کانوں سے بالقصد سننا جائز نہیں مثلاً گالی، گانے، غیبت، جھوٹ، فضول باتیں وغیرہ

لیکن اگر دنیاوی یا دینی ضرورت کے تحت ایسی باتیں سننے میں آجائیں تو وہ قابل عفو ہیں مثلاً کسب معاش کے دوران کسی نے اس طرح کی بات کر دی یا اپنا حق وصول کرنے میں گالیاں سننی پڑ جائیں، یا جنازے میں کوئی نوحہ کرنے والی آجائے وغیرہ

اس سے وہ دعوت مستثنیٰ ہے جس میں منکرات ہوں کیونکہ دعوت دینے والا اگر معصیت کا مرتکب ہو تو اس کی دعوت پر اجابت (یعنی دعوت قبول کرنا) ضروری نہیں رہتی اور اجابت سنت نہیں رہتی بلکہ حرام ہو جاتی ہے۔ ان باتوں کو سننا اس لئے جائز نہیں کہ سننے والا کہنے والے کا شریک بن جاتا ہے۔(مفتاح الفلاح)

(۲) میوزک سننا

بغیر کسی مجبوری کے میوزک سننا، نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ باجوں کا سننا معصیت ہے، ان کے پاس بیٹھنا فسق اور اس سے لذت حاصل کرنا کفر ہے۔ آپ ﷺ نے یہ بات بطور زجر وتشدید بیان فرمائی ہے، اگر اچانک یا مجبوری میں کان میں پڑ جائے تو گناہ نہیں مثلاً سفر، تجارت وغیرہ میں کہیں اور سے آواز آرہی ہو یا گاڑی وغیرہ میں میوزک بج رہا ہو اور بند کرانے کی صورت بھی نہ ہو تو یہ مضر نہیں۔ لیکن مکمل

کوشش یہ کرنی چاہیئے کہ اسے نہ سنے اور توجہ نہ دے نبی کریم ﷺ سے منقول ہے کہ آپ ﷺ نے اس کی آواز سن کر کانوں میں انگلیاں ڈال لی تھیں۔ (کف الرعاع)

(۳) گانا سننا، ''الغنا''

اس سے وہ گانا مراد ہے جس میں میوزک نہ ہو، فتاویٰ تاتارخانیہ میں ہے کہ گانا گانا اور گانا سننا حرام ہے۔ علماء کا اس پر اجماع ہے اور اس میں مبالغہ کی بات بھی ان سے منقول ہے۔ ہدایہ میں ہے کہ لوگوں کو گانا سنانے والے کی گواہی مقبول نہیں کیونکہ وہ لوگوں کو گناہ کبیرہ پر جمع کرتا ہے۔

جسے سماع کہتے ہیں اس بارے میں علماء کی آراء مختلف ہیں جس میں اعتدال کی بات یہ ہے کہ سماع میں جہاں لذتوں اور شہوت کی بات نہ ہو، امرد سے نہ سنا جائے اصلاح یا غیر فحش طربیہ اشعار ہوں چند اور شرائط کے ساتھ سننے کی گنجائش ہے، اس کی تفصیل ''اسلام اور موسیقی'' از مولانا مفتی محمد شفیعؒ بشرح مولانا عبدالمعز مکتبہ دارالعلوم کراچی'' میں ملاحظہ کی جاسکتی ہے۔

سب سے برا غنا وہ ہے جو قرآن، دعاؤں اور اذکار میں کیا جائے، اس کی تفصیل زبان کے گناہوں میں گذر چکی ہے۔

(۴) غلط سلط قرآن پڑھنے والے کو سننا

یہ ایسا پڑھنے والا ہے جو غلط اور بغیر تجوید کے پڑھتا ہو، اس لئے سننے والے کو اسے ایسا پڑھنے سے منع کرنا ضروری ہے اگر وہ تسلیم کئے جانے کا یقین رکھتا ہو ورنہ وہاں سے اٹھ کر چلا جائے، اگر جانے میں ضرر نہ ہو۔ ارشاد ربانی ہے: ''نصیحت کے بعد ظالموں میں مت بیٹھ''

نماز میں ایسا قرآن سننے کا مسئلہ یہ ہے کہ اگر اس سے اچھا پڑھنے والا کوئی امام ہو تو اس کے پیچھے پڑھے اور اگر خود پڑھ سکتا ہو تو خود پڑھائے ورنہ بصورت مجبوری پڑھنے کی گنجائش ہے۔

(۵) نوجوان اجنبی عورت کی آواز

نوجوان اجنبی عورت کی بلاضرورت آواز سننا حرام ہے۔

(۶) ایسی قوم کی باتیں سننا جو سامع کو ناپسند کرتے ہوں

ایسی قوم کی باتیں سننا جو سامع کو ناپسند کرتے ہوں۔ یہ اس لئے ہے کہ کہیں اسے ان سے کوئی نقصان نہ پہنچ جائے۔

(۷) کانوں میں عورتوں کی طرح بالیاں لٹکانا

آج کل فیشن میں رواج چل پڑا ہے کہ لوگ کانوں میں سوراخ کر کے اس میں بالیاں وغیرہ لٹکا لیتے ہیں بعض لوگ بچے کے کان میں سوراخ کر کے منت یا آفات سے حفاظت کے عقیدے کے ساتھ اس کے کان میں بندے بالیاں لٹکاتے ہیں جو عقائد کی خرابی اور شرک ہے اور عورتوں سے مشابہت کی وجہ سے ناجائز ہے۔ عورتوں سے مشابہت کرنے والے مرد پر حدیث میں لعنت وارد ہوئی ہے۔

یہ کان سے سننے اور اس کے استعمال کی آفات و گناہوں کا بیان تھا اب ان باتوں کا اجمالی ذکر کرتے ہیں جو نہ سننے سے تعلق رکھتے ہیں اور نہ سننا مستقل گناہ ہے۔

قرآن کریم اور خطبہ نہ سننا، والدین اور بڑوں کی مثلاً بھائیوں، امیر قاضی استاد، محتسب، معتذر، شوہر اور آقا کی بات نہ سننا یا سن کر دوسرے کان سے اڑا دینا، یا قاضی کا مقدمہ کے فریقین کا بیان نہ سننا یا کسی ایک کا نہ سننا، مفتی کا مستفتی کی بات نہ سننا، حاکم کا مظلوم کا شکوہ نہ سننا، اور سائل کا سوال نہ سننا، امیر کبیر لوگوں، غریب اور کمزور لوگوں کی بات نہ سننا، غرور یا حقارت کی وجہ سے، یا اسی طرح وہ باتیں ''جن کا سننا واجب یا سنت ہے'' ان کا نہ سننا بھی گناہ ہے۔

☆☆☆

فصل چہارم

﴿آنکھ کے گناہ اور اس کی آفات کا ذکر﴾

(۱) کسی انسان کے ستر کی طرف بالقصد دیکھنا

ہم یہ کہتے ہیں کہ جسے دیکھا جائے، چاہے وہ یہ خود ہو، بچہ ہو، بچی ہو یا اپنی منکوحہ ہو، ان کے کسی عضو کی طرف دیکھ لینا مضر نہیں البتہ نامحرم چاہے وہ بچہ یا بچی ہو۔

امرد ہو یا لڑکی ان کے کسی بھی حصہ کو شہوت کی نظر سے دیکھنا ناجائز اور گناہ ہے۔ اسی طرح محارم کی طرف شہوت سے دیکھنا بھی جائز نہیں۔ جن کا ستر دیکھنا جائز ہے بہتر یہ ہے کہ ستر خاص کی طرف نہ دیکھے۔

لیکن ان مذکورہ سب لوگوں کے ستر کی جانب کسی عذر یا طبی ضرورت کی بناء پر دیکھا جائے تو بقدر ضرورت دیکھنا جائز ہے۔

اسی طرح مرد کے حصہ ستر (ناف سے گھٹنے تک) کے علاوہ دوسرے بدن پر بغیر شہوت کے نظر جائز ہے۔ عورت بھی دوسری عورت کے ناف سے گھٹنے تک کے علاوہ دیکھ سکتی ہے۔ نامحرم عورت مرد کے لئے ستر ہے اس کے جسم کے کسی حصے کی طرف دیکھنا جائز نہیں سوائے چہرے اور کلائیوں کے۔ لیکن اگر چہرہ دیکھنے کی طرف دل مائل ہو تو یہ شہوت ہے اس صورت میں جائز نہیں۔ اس لئے علماء نے عورت کے چہرے پر بلاضرورت نظر کرنے کو ناجائز قرار دیا ہے۔ تفصیل کے لئے (معارف القرآن سورہ الاحزاب۔ فتاوی شامی کتاب الحظر والاباحت) ملاحظہ فرمائیں۔

جن اعذار کی وجہ سے عورت کی طرف نظر کرنا جائز ہے وہ یہ ہیں:

(۱) گواہی دینے کے لئے

(۲) گواہ بننے کے لئے

(۳) قاضی کا حکم نافذ کرنے کے لئے

(۴) دائی کو ولادت کے لئے ستر دیکھنا

(۵) بکارت کے چیک اپ کے لئے دائی یا طبیبہ کو

(۶) دوا کے لئے پچھنے لگانے کے لئے

(۷) نکاح کے ارادے سے

(۸) خریدنے کی نیت سے

ان اعذار کے علاوہ دیکھنا جائز نہیں۔ (تفصیل کتب فقہ میں ملاحظہ کریں)

ان اعذار میں اگر چہ شہوت کا خوف ہو دیکھنا جائز ہے لیکن شہوت کا ارادہ نہیں کرنا چاہیئے۔ اسی طرح نظر کے حکم میں باریک کپڑے یا چست لباس پہنی ہوئی عورت کے بدن کی طرف دیکھنا بھی شامل ہے۔

(۲) فقراء کی طرف حقارت سے دیکھنا

فقیروں، غریبوں اور کمزوروں کو حقارت یا انہیں استخفاف کی نظر سے دیکھنا تکبر ہے جو کہ حرام ہے۔

(۳) گناہوں اور منکرات کے کام ہوتے دیکھنا

بلاضرورت گناہوں اور منکرات کے کام ہوتے دیکھنا جائز نہیں۔

(۴) اپنے سے دنیاوی مرتبہ میں بلند شخص کی طرف رغبت کی وجہ سے دیکھنا

دنیاوی امور مین یا مال و دولت میں بلند مرتبہ پر فائز شخص کو یوں دیکھنا کہ یہ وہ بڑا امیر آدمی ہے اور اس کے مالدار ہونے کو اچھا سمجھا جائے، اگر چہ کسی اچھے دیندار شخص کی طرف دیکھنا درست اور مستحب ہے۔ (مفتاح الفلاح)

(۵) کسی کے گھر میں جھانکنا

کسی کے گھر میں سوراخ، جھری وغیرہ سے جھانکنا یا کسی کے ستر کھلے ہونے یا کپڑوں میں سوراخ سے نظر آنے پر قصداً وہاں دیکھنا۔ کتب فقہ میں ہے کہ اگر کسی نے سوراخ سے کسی کے گھر میں جھانکا اور صاحب مکان نے اس سوراخ میں سے آنکھ پھوڑ دی تو تاوان واجب نہ ہوگا۔ (مجمع الضمانات)

(٦) آنکھ بند کرنے یا نہ دیکھنے کی آفات کا اجمالی ذکر

(۱) نماز میں آنکھ بند کرنا مکروہ ہے۔

(۲) ہر اس جگہ جہاں دیکھنا ضروری ہے نہ دیکھنا، جیسے جمعہ اور عیدین میں جانے کے لئے آنکھ کھول کر رکھنا ضروری ہے یا چلتے ہوئے آنکھ کھول کر رکھنا ضروری ہے، آنکھ بند ہونے پر گرنے، ٹھوکر کھانے کا اندیشہ ہے۔ ارشاد ربانی ہے ”اور اپنے آپ کو ہلاکت میں مت ڈالو“ (البقرہ)۔

اسی طرح قاضی کے حکم یا گواہی کے وقت آنکھ بند رکھنا بھی درست نہیں ہے۔

☆☆☆

فصل پنجم

﴿ہاتھ کے گناہوں اور آفات کا ذکر﴾

(۱) اپنے آپ کو یا کسی کو زخمی کرنا، نقصان پہنچانا، یا قتل کرنا، یا خودکشی کرنا سخت گناہ ہے ان گناہوں پر سخت وعیدیں قرآن وسنت میں وارد ہوئی ہیں۔

اسی طرح جانور کو قتل یا زخمی کرنا بھی گناہ ہے الا یہ کہ شکار کی نیت سے کیا جائے اس کے علاوہ چیونٹی کو پانی میں ڈالے بغیر یا جلائے بغیر دوا وغیرہ سے مارنا جائز ہے لیکن اگر وہ کاٹنے یا تکلیف دینے میں ابتداء کرے تو اسے ہاتھ سے مار ڈالنا بھی صحیح ہے۔ جوں کا مارنا ہر حال میں جائز ہے۔ ٹڈی اور بلی اگر موذی ہوں تو چھری سے ذبح کر دینا چاہیئے چوٹ سے ہلاک کرنا یا کان پر مارنا یا اسے کاٹنا درست نہیں۔ تمام حشرات وحیوانات کا جلانا مکروہ ہے۔ مثلاً بچھو، جوں، چیونٹی وغیرہ۔ اور چارپائی بستر وغیرہ کا تیز دھوپ میں ڈال دینا تاکہ کیڑے مر جائیں درست ہے۔

فتاویٰ سراجیہ میں لکھا ہے کہ ایسی لکڑیوں کو ایندھن کے طور پر جلا دینا درست ہے جس میں چیونٹیاں موجود ہیں (البتہ بقدر امکان اس لکڑی کو جھاڑ لیا جائے اور جو اندر پھر بھی رہ جائیں جن کا نکالنا مشکل ہو ان سمیت لکڑی کو جلا دینا جائز ہے۔)

(۲) مثلہ کرنا یعنی چہرے کو بگاڑنا گناہ اور حرام ہے۔ (کما ورد فی الحدیث)

(۳) چہرے پر مارنا بھی صحیح نہیں کیونکہ مشہور ہے کہ انسان کا چہرہ خود اللہ تعالیٰ نے اپنے دست قدرت سے بنایا ہے۔

اسی طرح کسی غم و ماتم میں اپنے چہرے کو پیٹنا بھی حرام ہے۔ حدیث میں ہے کہ ''جس نے اپنے چہرے کو پیٹا، گریبان پھاڑا وہ ہم میں سے نہیں''

(متفق علیہ۔ الزواجر)

(۳) خواہ مخواہ کسی کی پٹائی کر دینا۔

(۴) کسی کی چیز غصب کر لینا۔

(۵) چوری کرنا

یہ تینوں باتیں حرام ہیں، چوری کی سزا یہ ہے کہ اگر دس درہم تک یا اس سے زائد کی چیز چرائی ہے تو چور کا ہاتھ کاٹا جائے گا، گناہ الگ ہوگا۔ (شامی)

(۶) غیر مستحق کا زکوٰۃ، نذر۔ عشر، فطرہ و کفارہ وصول کرنا۔

(۷) گری پڑی چیز اٹھا لینا۔ کیونکہ اٹھانے کے مالک تک پہنچانے کی ذمہ داری عائد ہو جاتی ہے۔ جس کا اہتمام نہیں کیا جاتا۔

(۸) کسی سے مال خبیث، سود، رشوت وغیرہ کا پیسہ وصول کرنا۔

(۹) وقف باطل سے کوئی چیز لینا، یا وقف صحیح سے واقف کی شرائط کے خلاف وصول کرنا یا بیت المال سے اپنے مصارف یا ضرورت سے زائد وصول کرنا۔

(۱۰) کسی مجنوں، بے وقوف، بے ہوش یا بچہ کے مال سے لینا، اگر چہ اس کا ولی دے تب بھی معاوضہ یا مثلی قیمت کے بغیر نہ لے۔

(۱۱) مردار، خون، شراب اور حرام لعینہ اشیاء جن کا اٹھانا، خریدنا وغیرہ حرام ہے۔ ہاتھ لگانا، اٹھانا یا خریدنا، اگر چہ کسی جانور کو کھلانے کے لئے ہی لیا جائے۔ سوائے اس کے کہ اگر یہ چیزیں اپنی ملکیت کی زمین یا مکان میں ہوں تو اس جگہ کو پاک کرنے کے لئے خود یا کوئی مزدور ہاتھ لگائے تا کہ اسے اٹھا کر پھینک دے تو جائز ہے۔

(۱۲) جاندار کی تصویر بنانا۔ حدیث میں ہے ''قیامت میں سب سے زیادہ عذاب مصوروں کو ہوگا۔''

(۱۳) جس چیز کو چھونا یا دیکھنا حرام یا مکروہ ہے اسے چھونا مثلاً عورت، امرد وغیرہ سوائے بوڑھی عورتوں کے کہ ان پر جب شہوت کا خوف نہ ہو تو ان سے ہاتھ ملانا ان کا ہاتھ پکڑ کر سڑک پار کرانا یا ان کی خدمت کرنا جائز ہے۔ اسی طرح ذمی سے مصافحہ مکروہ ہے۔

(۱۴) اپنا مال ہلاک کرنا یا اسے نقصان پہنچانا۔ کیونکہ یہ اللہ کا دیا ہوا ہے اس لئے یہ حقیقت میں اللہ کی چیز کا ضائع کرنا ہے۔ اپنا مال ہلاک کرنا مثلاً دولت غرق کر دی۔ اشیاء توڑ پھوڑ دیں یا جلا دیں، نوٹ پھاڑ دینا یا جلا دینا خواہ مخواہ کسی چیز کو توڑ دینا یا ایسی جگہ پھینک دینا جہاں سے واپس لانا ممکن نہ ہو، اگر یہ مال کسی اور کا ہے تو یہ ظلم وزیادتی ہے اس سے ضمان واجب ہوتا ہے، اگر اپنا مال ہے تو یہ اسراف ہے جو کہ حرام ہے۔(مفتاح الفلاح)

(۱۵) کسی کو ریاء یا معصیت (گناہ کے کام) کے لئے مال دینا یہ اعانت علی المعصیۃ کی بناء پر حرام ہے۔

(۱۶) کسی بھی لہو ولعب میں مشغول ہونا

جس کا کوئی مقصد نہ ہو اس کھیل میں لگنا مثلاً شطرنج، نرد، چوسر وغیرہ تاش جیسے کھیل یا کوئی بھی کھیل جس میں جوا یا یکطرفہ انعام ہو، ایسے کھیل کھیلنا ناجائز ہیں۔

البتہ جنگی حربی کھیل مثلاً، لڑائی، نشانہ بازی، ورزش، باکسنگ، کراٹے، جن سے مقصود کفار پر غلبہ ہو جائز ہیں، لیکن اگر ان میں نمازوں کے اوقات ضائع ہوں اور فرض کاموں میں سستی پیدا ہونے لگے تو ان کو بھی ترک کرنا ضروری ہے۔

بعض وہ کھیل ہیں جو بظاہر چستی پیدا کرتے ہیں مگر ان میں وقت بہت ضائع ہوتا ہے انہیں کھیلنا بھی درست نہیں، سوائے تھوڑے بہت وقت کے۔ مثلاً کرکٹ، فٹبال وغیرہ البتہ دیکھنے میں صرف وقت کی بربادی ہے اس سے بچنا چاہیئے۔

حدیث کے مطابق، حربی کھیل اور زوجین کی ملاعبت کے سوا کوئی کھیل جائز نہیں ہے۔ اس میں آلات میوزک وغیرہ بھی شامل ہیں، اس سے شادی کے اعلان، جنگ کے اعلان، قافلہ کے اعلان کے وقت بجائے جانے والے طبل مستثنیٰ ہیں۔(مفتاح الفلاح)

(۱۷) کبوتروں سے کھیلنا۔

(۱۸) جانوروں کو لڑانا ان میں مقابلہ کرانا

(۱۹) ذی الروح پر نشانہ بازی کرنا

(۲۰) تشبیک کرنا یعنی دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کو باہم جوڑنا

(۲۱) جس بات کا تلفظ حرام ہے اس کا لکھنا کیونکہ قلم بھی ایک زبان ہے۔

(۲۲) قرآن کریم کو، بے وضو، جنابت، حیض ونفاس کی حالت میں لکھنا۔ اسی طرح ان حالات میں قرآن کریم کو بغیر حائل کے چھونا، قرآن کریم کو موڑ کر چھوٹا کرنا بھی مکروہ ہے۔ (عالمگیری)

(۲۳) کسی کے مال کو مذاق میں یا واقعی اس کی اجازت کے بغیر لینا تا کہ اس سے کچھ فائدہ استعمال کا اٹھا کر واپس کر دیا جائے۔ اگرچہ اس سے اس میں کوئی عیب و نقصان واقع نہ ہو جائز نہیں ہے۔

(۲۴) کسی مسلمان کو چھری یا کسی ہتھیار سے ڈرانا یا اس کی طرف رخ کرنا۔ ایسا کرنا چاہے مذاق سے ہو جائز نہیں، حدیث میں اس کی ممانعت وارد ہوئی ہے۔ (الزواجر)

(۲۵) وہ بال کاٹنا جن کا رکھنا ضروری ہے، مثلاً عورت کے سر کے بال، مرد کی داڑھی، داڑھی ایک مشت سے کم کرنا جائز نہیں ہے۔ اسی طرح بدھسٹ لوگوں کی طرح سر کے بال کاٹ کر بیچ میں ایک لٹ چھوڑ دینا بھی جائز نہیں۔ علماء نے لکھا ہے کہ عورت کے سر اور مرد کی داڑھی کے بال کاٹنا مثلہ ہے اور بدھسٹ کی طرح بال رکھنا ان سے مشابہت ہے اور کفار سے مشابہت حرام ہے (تفصیل کے لئے ملاحظہ فرمائیں۔ داڑھی کا وجوب۔ از شیخ الحدیث زکریا رحمہ اللہ)

(۲۶) بال یا ناخن کاٹ کر گندی جگہ پھینک دینا، ان کو مناسب جگہ رکھنا اور زمین میں دفنا دینا صحیح ہے ورنہ اس طرح ان اشیاء کی توہین ہوتی ہے۔ الخلاصہ میں ہے کہ ان کو اس طرح پھینکنے سے بیماری لاحق ہو جاتی ہے۔

(۲۷) قبر پر سے تر گھاس اور تر کانٹے وغیرہ صاف کرنا، اگر قبر پر گھاس اگ آئے تو اسے صاف کرنا درست نہیں البتہ اگر یہ خشک ہو جائے تو ہٹا دینا درست ہے۔

(۲۸) قبر اکھاڑنا کسی حال میں جائز نہیں اگرچہ کسی حاملہ عورت کو اس میں اس حال میں دفن کیا گیا ہو کہ بچہ اس کے پیٹ میں ہل رہا ہو۔ البتہ اگر اسے ملک غیر میں دفن کر دیا گیا ہو تو قبر اکھیڑ کر اسے دوسری جگہ منتقل کرنے کی اجازت ہے لیکن اس میں بھی اختیار ہے کہ اگر چاہیں تو نکال لیں ورنہ قبر برابر کر کے اس پر کھیتی وغیرہ اگالیں۔

(۲۹) شرمگاہ میں بلاوجہ انگلی داخل کرنا، قبل یا دبر میں بلاوجہ انگلی داخل کرنا مکروہ ہے چاہے یہ استنجاء کے وقت ہو البتہ دواء کے لئے ایسا کرنا جائز ہے۔

(۳۰) دائیں ہاتھ سے ناک صاف کرنا یا استنجاء کرنا، ان کاموں کے لئے بایاں ہاتھ استعمال کرنا ضروری ہے۔ دائیں ہاتھ سے اہم اور عزت والے کام کئے جاتے ہیں۔ کھانا کھایا جاتا ہے، پانی پیا جاتا ہے، قرآن وغیرہ پکڑے جاتے ہیں اسی طرح ہر کام میں دائیں ہاتھ کو مقدم کرنا چاہیے مثلاً کپڑے زیب تن کرتے ہوئے اور اتارتے وقت اسے آخر میں رکھنا چاہیئے۔ عذر کی حالت مستثنٰی ہے۔

(۳۱) رشوت لینا اور دینا، حدیث کے مطابق ''رشوت لینے والا اور دینے والا دونوں جہنمی ہیں'' اس لئے رشوت لینا، دینا دونوں حرام کام ہیں، لیکن اگر اپنا حق وصول کرنے اور ظلم کے خاتمے کے لئے ایسا کرنا پڑ جائے تو کراہت سمجھتے ہوئے ایسا کرنے کی گنجائش ہے۔

(۳۲) مال حرام کا علم ہوتے ہوئے ہدیہ قبول کرنا، یہی حکم صدقہ کا بھی ہے اور اسی طرح جب معلوم ہو کہ یہ مال مغصوب ہے تب بھی لینا حرام ہے۔

(۳۳) ہاتھ استعمال نہ کرنے کے گناہ اور آفات کا اجمالی ذکر، قدرت کے باوجود مظلوم کی مدد نہ کرنا، علم ہونے کے باوجود رمی نہ کرنا۔ ناخن نہ کاٹنا حتی کہ وہ لمبے ہو جائیں ایسا کرنا مکروہ اور تنگی رزق کا سبب ہے (الخلاصۃ) آلات معصیت سارنگی وغیرہ نہ توڑنا۔ شراب نہ پھینکنا، اسی طرح حیوانات کی بڑی تصاویر جو دور سے نظر آتی ہوں قدرت ہونے کے باوجود نہ توڑنا۔

گری پڑی قیمتی شے کے ضائع ہونے کا قوی اندیشہ ہونے کے باوجود نہ اٹھانا کیونکہ اگر نہ اٹھائے گا تو وہ چیز ضائع ہو جائے گی ضیاع میں اس کا بھی عمل شامل ہو

جائے گا۔ ورنہ اگر ضیاع کا خوف نہ ہو تو اسے نہ اٹھائے۔

ظالم کو یا حیوان کو نہ روکنا جب کہ اس کی وجہ سے ظلم یا کسی چیز کے تلف یا نقصان پہنچنے کا اندیشہ بھی ہو۔ انسان یا حیوان کو غرق ہونے یا آگ میں گرنے سے باوجود طاقت ہونے کے نہ بچانا۔ بچوں اور جانوروں کو رات کے شروع ہوتے وقت نہ روکنا۔ اسی طرح رات کو دروازہ بند نہ کرنا، سوتے وقت چراغ نہ بجھانا، برتنوں کو ڈھک کر نہ سونا، اسی طرح مشکیزہ اور مٹکے وغیرہ کے منہ بند کر کے نہ سونا۔ (مفتاح الفلاح)

یہ تمام وہ افعال ہیں جن کے نہ کرنے سے نقصان کا اندیشہ ہے یا شرعی حکم کے ٹوٹنے کا خوف ہے اس لئے یہ افعال گناہ کے زمرے میں آتے ہیں۔

☆☆☆

فصل ششم

﴿پیٹ کے گناہوں کا بیان﴾

(۱) حرام لعینہ کوئی چیز اس میں ڈالنا یا حرام لغیرہ یا جو چیز حرام کے قریب ہو مثلاً خنزیر کھانا، شراب پینا، سودی رقم سے کوئی چیز خرید کر کھانا، یا رشوت میں لی ہوئی کوئی چیز کھانا، یا پینا۔ (الزواجر)

(۲) عقد فاسد کے ذریعے ملکیت میں آنے والی چیز پیٹ میں ڈالنا یا ہر اس بیع کے نتیجے میں کہ جس کا فسخ (ختم) کر دینا واجب ہے یا واجب التصدق اشیاء میں سے کھانا۔ (مفتاح الفلاح)

(۳) پیٹ بھرا ہوا ہونے پر کھانا (جب کہ اگلے دن روزہ رکھنے کا ارادہ بھی نہ ہو۔ ایسا کرنا مکروہ ہے۔

(۴) مہمان کا لحاظ نہ رکھنا، یعنی مہمان گھر میں بیٹھا ہو اور اس کے سامنے بغیر اس کے کھانا یا دستر خوان پر کھانا کم ہو اور میزبان زیادہ کھائے، مہمان بھوکا رہے یا اس کا پیٹ نہ بھرے۔ یہ تمام باتیں انتہائی معیوب، بداخلاقی اور مکروہ ہیں۔

(۵) ایسی اشیاء کا کھانا جو بدن اور صحت کے لئے نقصان دہ ہوں، جیسے مٹی یا کیچڑ کھانا، یا ایسی ہی کوئی نہ کھائی جانے والی چیز کھا لینا مثلاً مکھی، مچھر یا دوسرے حشرات الارض، سیمنٹ، کائی وغیرہ یا کوئی ایسی چیز پینا مثلاً گندا پانی، خون، پیپ وغیرہ

لہٰذا جو چیز حرام ہو اسے کھانا حرام اور جو مکروہ ہو اسے کھانا مکروہ ہوگا البتہ مٹی کھانا حرام ہے اس لئے اسے پیٹ میں ڈالنا یا کسی اور کو کھلا دینا بھی حرام ہے۔

البتہ نجس اشیاء کو دوائی کے طور سے استعمال کرنے میں ائمہ کا اختلاف ہے بعض حضرات نے اجازت دی ہے کہ اگر اس سے شفا ہونا معلوم ہو تو اجازت ہے اور

بعض حضرات نے ناجائز کہا ہے۔ بہر حال احتیاط یہ ہے کہ اس سے اجتناب کیا جائے۔(مفتاح الفلاح)

فائدہ:

سالک کو چاہیئے کہ وہ کم کھائے، زیادہ کھانے سے بچے، اور پیٹ بھر کر کھانے کی عادت نہ بنائے، کیونکہ کم کھانے میں بدن کی صحت، حافظہ کی بہتری اور دل کی صفائی رہتی ہے۔ اسی طرح ذہانت بھی بڑھتی ہے قناعت ممکن ہوتی اور نسیان جو کہ اللہ کا عذاب ہے دور ہو جاتا ہے۔ اس لئے کھاتے وقت قیامت اور اہل جہنم کی بھوک کو یاد کرے اور جتنی ہو سکے نماز پڑھے، باوضو رہے، اور جو کھانا زائد ہو اس میں ایثار سے کام لے اور صدقہ کرے۔

زیادہ کھانے سے دل سخت ہوتا ہے اور اعضاء کا فتنہ ہے کیونکہ اگر پیٹ بھرا ہو گا تو سارے اعضاء بھوکے ہوں گے اور مشتعل رہیں گے۔ اسی طرح اس سے علم وفہم میں کمی واقع ہوتی ہے کیونکہ بسیار خوری، سمجھداری ختم کر دیتی ہے اور عبادت میں کمی اور اس کا مزہ جاتا رہتا ہے۔ شبہ والی چیزوں یا حرام میں پڑنے کا خطرہ پیدا ہو جاتا ہے۔
لیکن اگر پیٹ میں بھوک باقی رہے تو تمام اعضاء پرسکون رہتے ہیں، کھانے کی کثرت انسان کو سب سے پہلے دل اور بدن کو تحصیل سے غافل کرتی ہے پھر ست بناتی ہے اور پھر کھانے کے معاملے میں غفلت پیدا کرتی ہے (کہ یہ حرام ہے یا حلال) پھر بسیار خوری سے پیدا ہونے والی بیماریوں سے اسے بے پرواہ کرتی ہے پھر قیامت کے حساب کتاب سے، پھر اللہ تعالیٰ کی وعیدوں سے اور آخرت کی تکلیف سے لاپرواہ کرتی ہے" بعض روایات میں ہے کہ موت میں اتنی ہی تکلیف ہوتی ہے جس قدر دنیا میں لذتیں اٹھائی ہوں۔(مفتاح الفلاح)

(۶) بازار میں لوگوں کے سامنے کھانا مکروہ ہے۔ اسی طرح راہ چلتے یا راستے میں

رک کراور قبرستان میں (اسی طرح قبرستان میں اور جنازہ میں ہنسنا بھی مکروہ ہے)۔

(۷) طعامِ میت کھانا، اس بارے میں فتاویٰ تاتارخانیہ، فتاویٰ قاضی خان وغیرہ میں لکھا ہے کہ میت کے تیسرے، چھٹے، دسویں اور چالیسویں دن جو دعوت وغیرہ ہوتی ہے ان سب میں شرکت ناجائز ہے ان کا منعقد کرنا بدعت اور کھانا مکروہ ہے۔

حدیث میں ہے کہ آنحضرت ﷺ کے صحابہ میت کے ہاں کھانا کھلائے جانے کو قباحت (نوحہ ماتم) میں شمار کرتے تھے نوحہ وغیرہ کی حدیث میں سختی سے ممانعت آئی ہے۔

(۸) سونے اور چاندی کے برتنوں میں کھانا پینا بھی مکروہ ہے اور اس حکم میں عورت اور مرد میں کوئی فرق نہیں۔ اسی طرح سونے چاندی کے چمچے سے کھانا پینا مکروہ ہے۔ اسی حکم میں چاندی اور سونے کی سلائی سے سرمہ لگانا، اور سونے کے عود دان میں خوشبو وغیرہ جلانا بھی شامل ہے۔

البتہ سونے چاندی کا پانی چڑھی ہوئی اشیاء کے استعمال کی گنجائش ہے تاوقتیکہ سونے چاندی کی جگہ سے ہاتھ مس نہ ہو۔ مثلاً کرسی کے قبضے، بٹنوں کی گھنڈیاں وغیرہ سونے یا چاندی کے ہوں تو جائز ہے، یا کسی برتن میں سونے کا پانی چڑھا ہو اس پر منہ نہ لگنے کی شرط کے ساتھ جائز ہے یا انگوٹھی میں نگینے کا حلقہ سونے کا ہو، یا دانت سونے کا لگا ہو، یا گھوڑے کی رکاب یا لگام میں سونا چاندی جڑا ہو تو ان کا استعمال جائز ہے۔

البتہ ایسی پالش یا پانی چڑھایا جائے کہ جس میں ہاتھ یا منہ وغیرہ لگتا ہو تو جائز نہیں۔ اسی طرح امام ابو حنیفہؒ سونے چاندی کے دسترخوان پر کھانا مکروہ قرار دیتے ہیں۔ (کذا فی الخلاصہ)

(۹) ایسی دعوتوں میں کھانا مکروہ ہے جہاں لہو ولعب، اور گانا بجانا ہو۔

(۱۰) ایسا کھانا جس کے بارے میں معلوم یا غالب ظن (قرائن کی وجہ سے) ہو کہ یہ ریاکاری دکھاوے کے لئے بنایا گیا ہے تو اسے کھانا مکروہ ہے۔

دستر خوان بچھا کر کھانا مستحب ہے۔

(۱۱) بسم اللہ پڑھے بغیر کھانا حدیث کے حکم اور سنت کی خلاف ورزی کی وجہ سے گناہ ہے۔

(۱۲) الٹے ہاتھ سے کھانا، پینا...... حدیث کے حکم اور سنت کی خلاف ورزی کی وجہ سے گناہ ہے۔

(۱۳) کھڑے ہو کر کھانا، پینا...... حدیث کے حکم اور سنت کی خلاف ورزی کی وجہ سے گناہ ہے۔

(۱۴) برتن کے بیچ میں سے کھانا...... حدیث کے حکم اور سنت کی خلاف ورزی کی وجہ سے گناہ ہے۔

(۱۵) کھانے میں موجود گوشت یا اور کسی چیز کو بلاضرورت چھری سے کاٹ کر کھانا یہ تمام امور بھی مکروہ ہیں۔ کیونکہ سنت کے خلاف ہیں۔

(۱۶) منہ میں کھانے کی کوئی چیز پھنسی ہو تو اسے یا تھوک یا کھنکار وغیرہ قبلہ کی سمت میں یا مسجد میں تھوکنا مکروہ ہے۔ (بخاری)

(۱۷) برتن کے سوراخ یا پیالہ، گلاس، کپ وغیرہ کی ٹوٹی ہوئی کنارے کی جگہ منہ لگا کر پینا مکروہ ہے۔ (کما ورد فی الحدیث)

(۱۸) پینے کے دوران اس میں پھونک مارنا یا سانس لینا بھی مکروہ ہے جیسا کہ حدیث میں ہے۔

(۱۹) پانی پینے کے بعد دائیں والے شخص کی اجازت یا اس سے پوچھے بغیر بائیں والے کو پینے کے لئے دینا مکروہ ہے۔

(۲۰) ایک ہی سانس میں پینا بھی مکروہ ہے کیونکہ سنت تین گھونٹ میں پینا ہے۔

(۲۱) نمک دانی کو روٹی پر رکھنا مکروہ ہے۔

(۲۲) روٹی کو چمچے کے نیچے رکھنا مکروہ ہے۔

(۲۳)　میز اور دستر خوان پر روٹی لٹکانا بھی مکروہ ہے۔

(۲۴)　ٹیک لگا کر کھانا، ننگے سر کھانا اور نماز عید الاضحیٰ سے قبل کھانا صحیح قول کے مطابق مکروہ نہیں ہے۔ البتہ ٹیک لگا کر نہ کھانا، ننگے سر نہ کھانا، نماز عید الاضحیٰ سے پہلے نہ کھانا مستحب ہے۔

(۲۵)　ہاتھ یا چھری کو روٹی سے صاف کرنا پونچھنا مکروہ ہے، بعض لوگوں کی عادت ہوتی ہے کہ لقمہ کھانے میں ہاتھ پر اگر کچھ سالن وغیرہ انگلیوں میں لگ جاتا ہے تو اسے فوراً روٹی سے صاف کرتے ہیں یا کھانے کے بعد روٹی سے ہاتھ صاف کر کے اٹھ جاتے ہیں اور دوسرا لقمہ دوسری جگہ سے توڑ کر کھاتے ہیں۔ یا لقمہ کے بعد بچے ہوئے چاول وغیرہ زور سے پلیٹ میں پھینکتے ہیں، جس سے ساتھ کھانے والے کو ایذاء و کراہت ہوتی ہے۔ یہ عمل بھی مکروہ ہے، البتہ بعض حضرات نے اس طرح اجازت دی ہے کہ جہاں روٹی پر انگلی وغیرہ صاف کی ہے اس جگہ کو آئندہ لقمہ میں کھالے۔

اگر ضرورت سے زائد کھانا قے کرنے کے لئے کھائے تو حضرت حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ اس میں کوئی حرج نہیں۔ انہوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وہ مختلف قسم کے کھانے ضرورت سے زائد اس مقصد سے کھاتے اور قے کر دیتے اس سے انہیں فائدہ ہو جاتا تھا۔ (مفتاح الفلاح)

(۲۶)　گرم کھانا، کھانا مکروہ ہے۔ اسی طرح اسے سونگھنا بھی مکروہ ہے۔ (الخلاصۃ)

(۲۷)　فروٹ کھانے کے دوران نہ تھوکے۔ حدیث میں اس کی ممانعت ہے۔ (تاتارخانیہ)

(۲۸)　اہل فسق، امراء اور سود کھانے والوں کا کھانا، اگر یہ معلوم نہ ہو کہ یہ سود کا یا چھینا ہوا ہے تو کھانا حرام نہیں البتہ مستحب یہ ہے کہ نہ کھائے لیکن اگر معلوم ہو کہ یہ چھینا ہوا، یا رشوت کا، یا سود کا ہے تو کھانا جائز نہیں ہے۔ مثلاً کسی کی آمدنی ہی سود کی ہو تو اس کے ہاں کھانا بھی جائز نہیں۔

ان باتوں کا ذکر جن سے پیٹ کو خالی رکھنا گناہ ہے، بلاضرورت کھانا پینا چھوڑ دینا، چاہے ایک دو وقت ہو یا موت تک۔ یعنی جس سے کمزوری پیدا ہو جائے، کوئی مرض لاحق ہو جائے، اور پھر اس کی وجہ سے انسان اپنے فرائض و واجبات، مثلاً پنج گانہ نماز، روزہ، جمعہ وغیرہ ادا نہ کر سکے۔

اسی طرح مرض میں دوا کا استعمال نہ کرنا، جس سے مرض بڑھے یا کمزوری ہو۔

والدین کی نافرمانی میں کھانا پینا چھوڑ دینا بھی ناجائز ہے۔ بعض لوگوں کی عادت ہوتی ہے کہ کسی سے بھی وہ غصہ ہوں یا ناراض ہوں تو کھانا پینا چھوڑ دیتے ہیں یہ بھی مکروہ ہے۔ البتہ کسی ناجائز حرام یا مکروہ بنیاد پر ماں باپ کی نافرمانی یا ناراضگی کی وجہ سے (جب کہ وہ بیٹے کے ناجائز کلام سے نالاں ہوں) کھانا پینا چھوڑنا وجہ کے مطابق حرام یا مکروہ ہوگا۔ (مفتاح الفلاح)

فصل ہفتم

﴿شرمگاہ کے گناہوں اور اس کی آفات کا بیان﴾

(۱) بیوی کے علاوہ کسی اور عورت سے ناجائز جنسی تعلق قائم کرنا، (زنا کرنا) اس باب میں سب سے بڑا گناہ ہے۔ اس کی شناعت کے لئے اتنا کافی ہے کہ قرآن کریم نے شادی شدہ مرد وعورت کو اسکی سزا میں سنگسار کرنے کا حکم دیا ہے اور اس فعل سے باز رہنے کا حکم دیا ہے اور حدیث میں بدکاری کے وقت دل سے یکدم ایمان نکل جانے کی وعید سنائی گئی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''اور زنا کے قریب مت جاؤ، اس لئے کہ یہ فحش فعل اور برا راستہ ہے۔'' (سورہ بنی اسرائیل)

(۲) کسی مرد کا مرد سے جنسی تعلق قائم کرنا (لواطت کرنا) اس باب کا دوسرا بڑا گناہ ہے اس کی شناعت کے لئے اتنا کافی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک پوری قوم کو اس گناہ کے سبب عذاب کے ذریعے تباہ فرما دیا۔ فقہاء میں سے بعض فقہاء نے مرتکب لواطت کے لئے زندہ جلائے جانے، بعض نے دیوار اس پر گرانے، بعض نے پہاڑ پر سے اسے گرانے سے قتل کرنے کی سزا تجویز کی ہے۔ عورت کا عورت سے جنسی تعلق رکھنا (اسے سحاق کہتے ہیں) یہ بھی حرام اور شنیع فعل اور قابل تعذیر جرم ہے۔ (الزواجر)

(۳) اپنی بیوی یا باندی سے پیچھے کے راستے جماع (لواطت کرنا) بھی اسی زمرے میں ہے اگر چہ اس کی شناعت میں کچھ فرق ہے۔

(۴) جانور سے بدفعلی کرنا بھی حرام اور شنیع فعل ہے۔ فقہاء نے لکھا ہے کہ ایسے جانور کو ذبح کر کے دفن کر دیا جائے تا کہ اشارے نہ ہوں اور اشاعت فاحش نہ ہو اور ایسے شخص کو سخت تعذیر کی جائے۔

(۵) حیض ونفاس میں بیوی سے ہمبستری کرنا یا گھٹنے سے ناف تک کے حصے سے فائدہ اٹھانا۔ یہ بھی گناہ ہے اور اول الذکر حرام ہے اور ثانی میں اگر حد سے بڑھنے کا خطرہ نہ ہوتو مکروہ ہے۔ (مفتاح الفلاح)

(۶) استمناء بالید، اپنے ہاتھ سے شہوت پوری کرنا حرام ہے۔ اس میں پچاس فیصد سے زائد نوجوان مبتلا ہیں جس کا سبب شادی میں تاخیر یا بری صحبت میں بیٹھنا، مخرب اخلاق باتیں کرنا اس قسم کی فلمیں دیکھنا رسالے پڑھنا وغیرہ ہیں۔

اس فعل کے بارے میں فقہاء نے لکھا ہے کہ اس فعل کی اصل حیثیت تو یہی ہے لیکن اگر کوئی جوان شخص، جس کی شادی نہ ہوئی ہو یعنی اس کی مالی استطاعت شادی کی نہ ہو اور اسے شہوت کا اتنا شدید غلبہ ہو کہ اس کی وجہ سے زنا میں مبتلا ہونے کا اندیشہ ہو تو اگر زنا میں پڑنے سے بچنے کے لئے یہ فعل کر لیا تو اس کی گنجائش ہے لیکن یہ بات پھر بھی مسلم ہے کہ صحت جنسیہ کے لئے شدید نقصان دہ ہے۔ تفصیل کتب فقہ، الزواجر، تحفۃ النکاح وغیرہ میں ملاحظہ کریں۔

(۷) اتنی چھوٹی عمر کی بیوی سے مباشرت کرنا جو کہ مباشرت کے قابل نہ ہو یا سخت بیمار بیوی سے یا باندی سے مباشرت کرنا بھی سخت گناہ ہے۔ شامی میں ہے کہ اگر بیوی بہت چھوٹی ہو تو مباشرت سے مرد کو منع کیا جائے گا۔

(۸) کسی کی موجودگی میں چاہے وہ سویا ہوا ہو جماع کرنا گناہ کبیرہ ہے حتی کہ اگر سمجھدار بچہ ہو تب بھی حرام ہے لیکن اگر بچہ سویا ہو تو مکروہ ہے۔ لیکن ناسمجھ بچہ اگر سویا ہو تو گنجائش ہے یا شیر خوار بچہ ہو لیکن ان کے سامنے بھی احتیاط کرنا مستحب اور اولیٰ ہے۔ (زواجر میں اسے گناہ کبیرہ شمار کیا گیا ہے)

(۹) میاں بیوی کا ایک دوسرے کی شرمگاہ کو چومنا، زبان لگانا یا چوسنا انتہائی گھناؤنا اور مکروہ فعل ہے۔ (فتاویٰ عالمگیری)

اسی طرح اس کے نتیجے میں اگر مذی یا منی منہ کے اندر چلی جائے تو حرام ہے۔ بہر حال دونوں صورتوں میں گناہ ہے اور یہ اصل مغرب اور مغرب زدہ لوگوں کا

فیشن ہے اس سے اجتناب کرنا چاہیئے۔

(۱۰) کسی دوسرے کے سامنے ننگا ہونا بھی گناہ ہے۔عورت کا عورت کے سامنے بھی بلاضرورت ستر کھولنا جائز نہیں البتہ ضرورت کے وقت کھولنے کی گنجائش ہے۔(شامی)

(۱۱) حلالہ کرنا، باقاعدہ طے کر کے حلالہ کرنا، حلالہ کروانا اور حلالہ پر راضی ہونا، گناہ کبیرہ ہے۔(زواجر)

مسند احمد، نسائی میں ایسے لوگوں پر لعنت وارد ہوئی ہے۔البتہ بغیر شرط وقید کے یا کسی کے کہے بغیر کوئی شخص بچھڑے میاں بیوی کو ملانے کے لئے اس طرح کر دے تو اس کی نہ صرف گنجائش بلکہ انشاء اللہ اجر بھی ہے۔(شامی)

(۱۲) قبلہ رخ ہوکر پیشاب پاخانہ کرنا

(۱۳) کھلے آسمان تلے ننگا ہونا (سن باتھ لینا) اگر ستر ڈھکا ہوتو حرج نہیں

(۱۴) قبلہ کی طرف پشت کر کے پیشاب پاخانہ کرنا

(۱۵) قیمتی اشیاء سے استنجاء کرنا

(۱۶) عظمت والی اشیاء سے استنجاء کرنا، مثلاً کھانے پینے کی اشیاء سے

(۱۷) تکلیف دہ یا نجس اشیاء سے استنجاء کرنا، ہڈی، سیسہ، لید وغیرہ کسی چیز کو غیر محل میں استعمال کرنا ان سب مسائل کا اصول ہے جیسے لکھائی یا چھپائی یا کتاب کے کاغذ سے استنجاء کرنا۔ٹشو پیپر اسی مقصد سے بنائے جاتے ہیں اس لئے حرج نہیں۔

(۱۸) راستہ میں یا لوگوں کی سائے دار جگہ میں فارغ ہونا۔ یہ تمام امور مکروہ ہیں کیونکہ اس سے مقامات واشیاء کی بے حرمتی، خود کو یا دوسروں کی ایذاء لازم آتی ہے۔

(۱۹) بلاعذر کھڑے ہوکر پیشاب کرنا۔ اس لئے کہ سنت بیٹھ کر پیشاب کرنا ہے۔

(۲۰) رکے ہوئے پانی میں پیشاب کرنا۔(کما ورد فی الحدیث)

(۲۱) اسی طرح چلتے ہوئے پانی میں۔

(۲۲) غسل خانے میں بھی پیشاب کرنا مکروہ ہے۔

(۲۳) انسانوں کو خصی کرانا بھی مکروہ ہے۔

(۲۴) بیوی سے عزل کرنا (یعنی مادہ منویہ کو باہر خارج کرنا) بھی مکروہ ہے۔ مذکورہ بارہ مسائل مکروہ ہیں۔ (مفتاح الفلاح)

شرمگاہ کے وہ مسائل جن میں فعل نہ کرنے سے گناہ لازم ہوتا ہے،

(۱) جان بوجھ کر ختنہ نہ کرانا یا ختنہ میں خواہ مخواہ تاخیر کرنا۔

(۲) بیوی سے بالکلیہ مباشرت نہ کرنا، کیونکہ کبھی کبھار یا اس کے مطالبے پر مباشرت کرنا ضروری ہے۔

(۳) مباشرت میں بیویوں کے درمیان عدل نہ کرنا (البتہ ظاہر الروایۃ کے مطابق مباشرت میں برابری ضروری نہیں ہے لیکن راتوں میں برابری ضروری ہے)۔

(۴) پیشاب سے نہ بچنا۔ اس پر بڑی وعیدیں ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس عمل کی وجہ سے قبر پر عذاب ہوتا ملاحظہ فرمایا۔

(۵) پیشاب بلاضرورت روکنا۔ اس سے تکلیف ہونے کا قوی اندیشہ ہے۔ پیشاب روکے ہوئے شخص کی رائے بھی قبول نہیں کی جاسکتی۔ مشہور مقولہ ہے "لا رأی لحاقن" پیشاب روکنے والے کی رائے (قابل قبول) نہیں۔

☆☆☆

فصل ہشتم

﴿پاؤں کے گناہوں اور اس کی آفات کا بیان﴾

(۱) گناہ کی جگہ پر جانا۔ چاہے اس میں شرکت کے لئے یا محض تماشا دیکھنے کے لئے جائے، بہر حال گناہ ہے۔

(۲) والدین کی اجازت کے بغیر جہاد، تبلیغ یا علم غیر واجب و مستحب حاصل کرنے کے لئے نکلنا۔ بعض فقہاء نے کہا ہے کہ اگر ماں باپ کافر ہوں اور انہیں اس کی ضرورت ہو تو بغیر اس کی اجازت کے بھی نکلنا درست نہیں، لیکن اگر والدین کا انکار مذہبی تعصب کی بناء پر ہو تو بغیر اجازت نکل سکتا ہے۔ (مفتاح الفلاح)

جیسا کہ حدیث میں ہے کہ ایک شخص نے جہاد پر جانے کی اجازت مانگی تو آپ ﷺ نے فرمایا کیا تیرے والدین زندہ ہیں؟ اس نے کہا جی ہاں تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ جا ان کی (خدمت) میں جہاد کر"۔ اسی طرح ایک شخص کو ماں کی خدمت کے لئے روک دیا تھا۔" (سنن اربعہ)

اسی حکم میں ہر وہ سفر شامل ہے جس میں ہلاکت کا خطرہ ہو جیسے خطرناک موسم میں بحری، ہوائی سفر یا شورش زدہ علاقوں کا سفر۔ تو اگر ماں یا باپ کسی ایک کو بھی اس کی خدمت کی ضرورت ہو تو سفر پر جانا گناہ ہے۔

(۳) طاعون سے بھاگنا، یا طاعون زدہ علاقے میں داخل ہونا حرام ہے۔ حدیث میں طاعون سے فرار کی ممانعت کی گئی ہے اور مرنے والے کو شہید قرار دیا گیا ہے۔

(۴) کسی کی ملکیت میں اس کی اجازت کے بغیر چلنا، چاہے وہ گھر ہو یا باغ، انگور کا باغ ہو یا کھیتی کی زمین (کھیت) ہو۔ اگر کھیت کٹا ہوا ہے اور اس کے گرد کوئی خندق یا دیوار نہیں ہے تو ضرورت کے تحت وہاں سے گذرنا جائز ہے کیونکہ دیوار نہ ہونے کی

دلالت عادیہ کی بناء پر اجازت موجود ہے۔ اسی طرح عام گلی کا حکم بھی ہے لیکن اگر خاص ہو تو اس پر چلنا گناہ کبیرہ ہے۔

(۵) بغیر بلائے کسی کے ہاں تقریب میں جانا بھی مذکورہ حکم میں شامل ہے۔ (زواجر میں اسے گناہ کبیرہ کہا گیا ہے)۔

البتہ کسی کی ملکیت میں اپنے مال کے ضائع ہونے کے خوف سے داخل ہونا جائز ہے جیسے کوئی شخص اس کا مال چھین کر اس گھر میں چلا جائے تو صاحب مال کو اس کے پیچھے اس گھر میں جانا جائز ہے۔

اسی طرح کسی کے گھر میں اس کی رقم کسی طرح گر جائے اور اسے ڈر ہو کہ اگر مالک مکان کو پتہ چل گیا تو وہ اسے گھر میں آنے نہیں دے گا تو بھی بغیر اجازت داخل ہونا جائز ہے البتہ معتبر لوگوں کو پہلے اطلاع دے دے۔ اسی طرح اپنی جان بچانے کے لئے بھی کسی کے گھر اور زمین میں اس کی اجازت کے بغیر چھپنا جائز ہے۔ (مفتاح الفلاح)

(۵) قبروں پر چلنا، گناہ ہے۔ حدیث میں اس کی ممانعت آئی ہے، اگر قبرستان میں راستہ بنا ہو اور دل میں خیال آئے کہ یہ قبروں پر بنایا گیا ہے تو اس راستے پر نہ چلے اسی طرح قبر پر بیٹھنا بھی چلنے کے حکم میں ہے۔ (زواجر میں اسے گناہ کبیرہ شمار کیا گیا ہے)۔

(۶) عورتوں کا جنازے میں شریک ہونا۔ قبرستان تک آنا۔

(۷) عورتوں کا قبور کی زیارت کرنا۔ اس مسئلے میں تفصیل ہے کہ اگر عورت بوڑھی ہے یا پردے اور محرم کے ساتھ ہے تو قبرستان میں زیارت قبور کے لئے آنا درست ہے البتہ جوان، بے پردہ اور تنہا عورتوں کا قبرستان آنا جائز نہیں۔ اسی طرح قبروں پر آکر بدعات کرنے اور رونے پیٹنے والی عورتوں کا آنا بھی جائز نہیں۔ حدیث میں ایسی زیارت کرنے والی عورتوں پر لعنت وارد ہوئی ہے۔ مردوں کے لئے قبرستان آنے جانے پر کوئی پابندی نہیں بلکہ زیارت کرنا مستحب ہے اور عبرت کے لئے زیارت کرنا چاہیئے۔

(۸) مسجد میں جنبی مرد و عورت اور حائضہ اور نفاس والی عورتوں کا داخل ہونا ناجائز

اور گناہ ہے۔ (شامی عالمگیری)

البتہ مجبوری کی حالت مستثنیٰ ہے۔

(۹) عورت کا خوشبو لگا کر باہر نکلنا گناہ کبیرہ ہے۔ حدیث میں ایسی عورت کو زنا کار عورت سے تشبیہ دی گئی ہے۔ (زواجر)

(۱۰) کسی کا مال چھیننے، قتل کرنے، یا حملہ کرنے کے لئے جانا۔ یہ سب گناہ کبیرہ ہیں۔ (الزواجر)

(۱۱) کسی مسلمان کو ڈرانے کے لئے آگے بڑھنا، جانا بھی گناہ کبیرہ ہے۔ حدیث میں مسلمان کو کسی بھی طرح ڈرانے کی ممانعت اور وعید آئی ہے۔ (ابوداؤد۔ طبرانی)

(۱۲) جہاد سے بھاگنا۔ سورۃ انفال میں اور بخاری کی ایک حدیث میں اسے ناجائز کہا گیا اور اللہ کا غضب اس پر بتایا گیا ہے۔ (الزواجر)

(۱۳) قبلہ کی طرف پاؤں کرنا۔ ایسے قرآن، شرعی کتب (فقہ و حدیث) کی طرف پاؤں پھیلانا سوء ادب اور مکروہ ہے۔ چاہے جاگتے میں ہو یا سوتے میں۔ لیکن اگر یہ کتب اوپر رکھی ہوں تو نیچے اس سمت میں پاؤں کرنے کی گنجائش ہے۔ (عالمگیری)

(۱۴) روٹی پر پاؤں رکھنا احترام رزق کے خلاف اور مکروہ ہے۔

(۱۵) کسی کو خواہ مخواہ لات مارنا گناہ ہے چاہے کسی جانور کو ماری جائے البتہ جانور کو پکڑ کرلانے میں ہاتھ پاؤں مارنے کی گنجائش ہے۔ لیکن جانور کے معاملات میں احتیاط کی پوری کوشش کرنی چاہیئے۔ کیونکہ فقہاء فرماتے ہیں جانور کی رعایت نہ کرنا موجب عذاب ہے۔

(۱۶) محترم مقامات میں بائیں پاؤں سے داخل ہونا بھی مکروہ ہے جیسے گھر اور مسجد میں۔ اسی طرح خسیس مقامات میں سیدھے پاؤں سے داخل ہونا بھی مکروہ ہے۔ حدیث میں سیدھا پاؤں محترم جگہوں پر پہلے رکھنے اور بیت الخلاء میں الٹا پاؤں رکھنے کی ترغیب وارد ہوئی ہے۔ البتہ دونوں جگہ سے نکلنے کا طریقہ دونوں کا الٹ ہے۔

(۱۷) مقدس جگہوں پر جوتے پہن کر داخل ہونا مثلاً مسجد میں۔ اسی طرح صاف

ستھری جگہ جہاں جوتے سے تلویث ہو وہاں جوتے پہننا بھی مکروہ ہے۔

(۱۸) گھر میں اچانک بغیر اطلاع داخل ہونا مکروہ اور گناہ ہے۔ حدیث میں ہے کہ آدمی سفر سے آئے تو پہلے گھر میں اطلاع کروا دے اور مسجد میں دو رکعت پڑھ کر گھر جائے۔ اسی طرح گھر میں کھنکار کر، یا دروازہ کھٹکھٹا کر داخل ہو' مبادا کسی کی بے پردگی نہ ہو یا بیوی کو بدحالی میں دیکھ لے جس سے دل میں اس کی بدھیئتی کی ناگواری آجائے۔

(۱۹) مسجد میں لوگوں کی گردنیں پھلانگنا۔ یہ بھی مکروہ ہے حدیث میں اس کی ممانعت ہے۔

(۲۰) کسی بدعتی، کافر یا ظالم کے پاس ان کے ظلم، کفر اور بدعت سے ناراض ہوئے بغیر جانا، گناہ کبیرہ ہے۔ قرآن واحادیث میں ایسے لوگوں پر وعیدیں وارد ہوئی ہیں۔ (ابوداؤد۔ ابن حبان وغیرہ۔ زواجر)

وہ جگہیں جہاں پاؤں استعمال نہ کرنا گناہ ہے

(۱) جمعہ کی نماز کے لئے نہ جانا۔

(۲) جماعت سے نماز کے لئے نہ جانا۔

(۳) تعلیم حاصل کرنے سے رکنا۔

(۴) حج فرض ہونے کے بعد بلا عذر کے رہنا۔

(۵) جہاد فرض ہونے کے باوجود جہاد میں نہ جانا اور فرض کفایہ کی صورت میں اس کی اخلاقی، مالی امداد پر کمربستہ نہ ہونا۔

(۶) کسی کے بلانے پر بھی ایسی تقریب میں نہ جانا جہاں منکرات نہ ہوں۔

کیونکہ دعوتوں کو قبول کرنا بعض فقہاء کے ارشاد کے مطابق واجب اور بعض کے نزدیک سنت مؤکدہ ہے۔ لیکن اگر معلوم ہو جائے کہ وہاں منکرات ہیں تو جانا مطلقاً جائز نہیں۔ اسی طرح اگر معلوم نہ تھا اور منکرات والی تقریب میں پہنچ گیا اگر اسے روکنے پر قادر ہے تو روکے ورنہ اٹھ کر آجائے بیٹھے بالکل نہیں۔ اگر منکرات دسترخوان پر یا اس

کے قریب ہوں تو پھر بھی نہ بیٹھے لیکن اگر دسترخوان سے بہت دور ہوں کھانے کی گنجائش ہے لیکن اگر وہ شخص دینی رہنما، پیشوا، عالم ہے تو اس کے لئے کسی حال میں بھی ایسی تقریب میں شرکت جائز نہیں۔ (الخلاصۃ)

اگر دعوت دینے والا شخص کھلم کھلا فاسق ہو تو اس کی دعوت قبول نہ کرے۔ دعوت کی قبولیت محض جا کر بیٹھنے سے پوری ہو سکتی ہے اس لئے اگر کھانا نہ کھائے تو کوئی حرج نہیں ہے لیکن عام دعوت میں جا کر کھانا کھانا بہتر اور افضل ہے اگر روزے سے نہ ہو۔ (الخلاصہ)

(۸) امر بالمعروف اور نہی عن المنکر سے باز رہنا۔ خصوصاً اپنے اہل و عیال اور قرابت داروں کو کیونکہ انہیں تبلیغ کرنا فرض ہے۔

(۹) مظلوم کی مدد استطاعت کے باوجود نہ کرنا۔

(۱۰) مجبور کی ضرورت کے تحت اس کے ساتھ نہ جانا (فرصت کے باوجود)

(۱۱) میت کو غسل نہ دینا، دفن نہ کرنا۔

(۱۲) کسی انسان کو ہلاکت میں دیکھ کر نہ بچانا مثلاً ڈوبنے، جلنے، گرنے سے۔ بہرحال اس کے لئے حتی الوسع کوشش ضروری ہے تاوقتیکہ کہ خود کو نقصان ہونے کا اندیشہ (متعین) نہ ہو۔

صلہ رحمی، عیادت، ملاقات و زیارت مبارکباد دینے، تعزیت کرنے۔ ان سب کاموں کے لئے جانا سنن مستحبہ ہے۔ (مفتاح الفلاح)

(۱۳) خادم۔ مزدور کا مالک کی خدمت نہ کرنا (اپنی ڈیوٹی سرانجام نہ دینا، پابندی نہ کرنا، وقت پورا نہ دینا، ان سب میں سرکاری و غیر سرکاری ملازمین و افسران سب شامل ہیں۔)

(۱۴) بیوی کا گھر کی خدمت نہ کرنا۔

(۱۵) اولاد کا ماں باپ کی خدمت نہ کرنا۔

(۱۶) حاکم کا اپنی رعیت کے کام نہ آنا، یعنی جائز کام بھی بغیر عذر نہ کرنا۔

مندرجہ بالا تمام امور گناہ ہیں اور مکروہ ہیں بعض حرام بھی ہیں۔

☆☆☆

فصل نہم

﴿بدن کے گناہوں اور اس کی آفات کا ذکر﴾

یہاں ان گناہوں کا تذکرہ ہوگا جو کسی خاص عضو سے مختص نہیں اور یہ بہت زیادہ ہیں۔ جن کا احاطہ یہاں کرنے کی کوشش کی گئی ہے مگر مختصر انداز میں کچھ گناہوں کا سرسری تذکرہ 'الزواجر' جو گناہ کبیرہ پر علامہ ابن حجر کی تصنیف ہے۔ مفتاح الفلاح اور دیگر کتب سے لیا گیا ہے۔

(۱) رقص کرنا، یہ متوازن حرکت کا نام ہے۔ اضطراب (غیر موزوں حرکت کو کہتے ہیں آج کل فیشن ایبل رقص میں اسے بھی شامل کر دیا گیا ہے۔ بہر حال جو بھی کھیل اور مستی کی نیت سے ہو وہ رقص ہی شمار ہوگا۔

ہمارے زمانے میں بعض نام نہاد صوفی رقص کرتے ہیں اور اسے عبادت گردانتے ہیں اس لئے یہ عام رقص سے زیادہ شنیع ہے اور اس پر سخت عذاب کا خوف ہے۔

امام ابو العفاء بن عقیل کہتے ہیں کہ قرآن میں رقص کی ممانعت پر یہ آیت دلالت کرتی ہے:

﴿وَلا تَمشِ فی الارض مَرَحًا﴾

''اور زمین پر اترا کے مت چل''

اور رقص اور مستی یہ اترانے کی اعلیٰ شکل ہے۔

علامہ طرطوسی سے مذہب صوفیہ کے بارے میں سوال کیا گیا تو انہوں نے کہا کہ سب سے پہلے اسے سامری کے ساتھیوں نے ایجاد کیا تھا۔ جب ان کے لئے سامری جادوگر نے بچھڑا بنایا اور اس کی آواز نکلنے لگی تو یہ لوگ اس کے گرد رقص کرنے

لگے اور وجد میں آنے لگے۔ لہٰذا رقص کفار کا دین اور بچھڑے کی عبادت ہے۔

فتاویٰ تاتارخانیہ میں ہے کہ سماع کے دوران رقص جائز نہیں ہے ''ذخیرہ'' میں ہے کہ یہ گناہ کبیرہ ہے۔ امام بزازی نے اپنے فتاویٰ میں لکھا ہے کہ قرطبی کہتے ہیں کہ یہ گانا، لکڑیاں بجانا، اور رقص بالاجماع حرام ہے (امام مالک، ابو حنیفہ، شافعی و احمد رحمہم اللہ تعالیٰ اور دیگر ائمہ کے اقوال ان کی فقہی کتب میں مذکور ہیں)۔

سید الطائفہ احمد النسویؒ نے اس کے حرام ہونے کی صراحت کی ہے۔ میں نے شیخ الاسلام جلال الملت والدین الگیلانی کے فتاویٰ میں دیکھا کہ اس رقص کو حلال سمجھنے والا کافر ہے۔ جب اس کی حرمت اجماع سے معلوم ہے تو اس کے حلال سمجھنے والے کی تکفیر لازم ہے۔

علامہ زمخشری کی کشاف کے الفاظ سے ان لوگوں پر حجت قائم ہوتی ہے اور صاحب نہایہ اور امام محصولی نے بھی بڑے سخت الفاظ میں اسے حرام لکھا ہے۔

(۲) ستر کا کسی کے سامنے بغیر عذر کے کھولنا حرام ہے۔ آنکھ کے گناہوں میں اس کی تفصیل گذری ہے۔

ستر کو تنہائی میں کھولنا بھی گناہ ہے سوائے یہ زیر ناف کی صفائی، غسل، استنجاء کے وقت یا دواء اور علاج کی غرض سے کھولنے کی بقدر ضرورت گنجائش ہے۔

(۳) ریشم پہننا حرام ہے۔ اسی طرح جس کپڑے کا بانا ریشم کا ہو وہ بھی خالص ریشم کے حکم میں ہے۔ البتہ ریشم کے کپڑے پر بیٹھنا، لیٹنا یا اس سے ٹیک لگانا یہ امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک جائز ہے۔ صاحبینؒ کے نزدیک جائز نہیں۔

(۴) مردوں کو، زعفران، زرد رنگ وغیرہ سے رنگے ہوئے کپڑے پہننا مکروہ ہے یا بالکل اس رنگ کے کپڑے ہوں جو عورتیں پہنتی ہیں تو ایسا کپڑا پہننا گناہ ہے۔

(۵) پسینہ پونچھنے یا کھنکار کے لئے بیش قیمت کپڑا رکھنا بھی گناہ اور مکروہ ہے کیونکہ بیش قیمت کپڑا رکھنا تکبر کی علامت ہے۔ البتہ سادہ رومال، تولیے کے رومال یا ٹشو پیپر وغیرہ استعمال کرنے کی اجازت ہے۔

(۶) دیواروں پر زینت کے لئے کپڑے، یا پردے وغیرہ لٹکانا مکروہ ہے البتہ گرمی کی شدت یا سردی سے بچاؤ کے لئے پردے لٹکانا درست ہے۔ اسی طرح دروازوں اور کھڑکیوں پر پردے کے لئے اور دھوپ سے بچاؤ کے لئے پردے لٹکانے کی بھی گنجائش ہے۔

البتہ (مذکورہ تین مسائل کے حوالے سے) ایسا ریشم جو پہنا نہ جائے گھر میں رکھنے کی، اور سونے چاندی کے برتن تزئین کے لئے (کھانے پینے کے لئے نہیں) رکھنا جائز ہے۔

(۷) ٹخنوں سے نیچے پاجامہ پہننا یا اتنا طویل جبہ وغیرہ پہننا چاہے ریاء وتکبر سے خالی ہو، جائز نہیں، بعض احادیث کی رو سے اس سے نماز قبول نہیں ہوتی۔ (ابوداؤد)

(۸) اجنبی عورت کے بدن کو چھونا ناجائز ہے۔ (شامی)

سوائے بوڑھی عورت کے کہ اس کی مدد یا سہارے کے لئے اس کی ہتھیلی (ہاتھ کا پنجہ کف) پکڑنا جائز ہے۔ اسی طرح غیر شخص کے ستر کو بلاضرورت علاج کے چھونا۔ اسی طرح کسی کو شہوت سے چھونا (سوائے بیوی یا باندی کے) چھونے کے حکم میں ہاتھ لگانا، بوسہ دینا، لپٹنا وغیرہ سب شامل ہے۔ اسی طرح حائضہ بیوی کے جسم کو، ناف سے لے کر گھٹنے تک بغیر حائل کے چھونا بھی مکروہ ہے۔

الخلاصۃ میں ہے کہ عالم دین کا، عادل حکمران کا ہاتھ چومنا جائز ہے اور ان کے علاوہ لوگوں میں اختلاف ہے۔ بعض حضرات نے کہا کہ اگر نو مسلم کے اسلام کا اکرام کرنے کے لئے اس کا ہاتھ چوم لے تو کوئی حرج نہیں البتہ بہتر یہ ہے کہ نہ چومے۔

جامع الصغیر میں لکھا ہے کہ مرد کو مرد کے چہرے، ہونٹ وغیرہ کو چومنا یا اس سے (بلا حائل) معانقہ کرنا مکروہ ہے۔ امام ابو یوسفؒ فرماتے ہیں کہ کوئی حرج نہیں۔

(۹) قبضہ کئے ہوئے مکان میں رہائش رکھنا۔

(۱۰) والدین میں سے کسی کی نافرمانی کرنا۔ وہ اس طرح کہ کسی جائز کام میں ان

کی مخالفت یا حکم عدولی کی جائے۔ البتہ وہ کسی ناجائز کام، یا گناہ کا حکم دیں تو ان کی نافرمانی واجب ہے۔ کیونکہ حدیث کے مطابق اللہ کی نافرمانی میں مخلوق کی اطاعت جائز نہیں ہے۔

کفر، والدین کے حقوق کی راہ میں رکاوٹ نہیں، کافر ماں باپ کی خدمت ان سے نیک سلوک، ان کی زیارت کرنا اور انہیں نفقہ دینا مسلمان پر واجب ہے، لیکن اگر کسی کو خوف ہو کہ وہ اسے بھی کافر بنا دیں گے تو اس وقت ان سے نہ ملنا جائز ہے۔ (الخلاصۃ)

انہیں ان کی عبادت گاہ نہیں لے کر جائے البتہ وہاں سے واپس لا سکتا ہے۔

(۱۱) قطع رحمی کرنا حرام ہے۔ صلہ رحمی کرنا واجب ہے اس کا معنی یہ ہے، اپنے ذی رحم محرم اور اقارب کو بھولے نہیں بلکہ ملاقات کرتا رہے یا ہدیہ بھیجے، یا ہاتھ سے یا زبان سے اس کی مدد کرے۔ کم از کم اتنا ضرور کرے اس میں کوئی وقت مقرر نہیں۔ یہ ہر ذی رحم محرم کے لئے ضروری ہے۔ غیر ذی محرم کے بارے میں اختلاف ہے اور بہر حال عدم وجوب راجح ہے۔

(۱۲) بیوی کا شوہر کو تکلیف دینا۔ اس کی نافرمانی کرنا اور اس کے حقوق کی رعایت نہ کرنا گناہ کبیرہ ہے۔ بلکہ اس کی اطاعت اور فرمانبرداری کرنا ضروری ہے۔ احادیث میں اس کی بڑی تلقین آئی ہے اور تکلیف دینے سے منع کیا گیا ہے۔

واضح رہے کہ عورت کو شوہر کی خواہش کا احترام کرنا ضروری ہے وہ جب چاہے اسے ماننا ضروری ہے۔ حدیث میں ہے کہ اگر شوہر تم کو بلائے اور تم پالان پر ہو تب بھی اس کی خواہش پوری کرو۔ البتہ جب وہ حیض یا نفاس میں ہو تو شوہر کو خود پر قابو نہ دے۔

بیوی پر گھر کی خدمت دیانتاً لازم ہے اگر وہ نہیں کرے گی تو گناہ گار ہوگی البتہ قضاءً اسے مجبور نہیں کیا جا سکتا، اسی طرح بیوی کے ذمہ شوہر کے گھر والوں، والدین وغیرہ کی خدمت کرنا لازم نہیں۔ لیکن اگر کرے گی تو نہایت اجر وثواب کا باعث ہے اور

اس کا اخلاقی فریضہ ہے لیکن اسے اس پر مجبور کرنا بہر حال درست نہیں ہے لیکن اس کا اگر شوہر حکم دے تو شہر کی نافرمانی کرنا گناہ کبیرہ ہے اس کے حکم کی تعمیل میں وہ خدمت کر سکتی ہے لیکن ظلم کی حد تک یا استطاعت سے باہر ہو تو تعمیل واجب نہیں۔ اگر شوہر خلاف شریعت کسی کام کا حکم دے تو اس میں اس کی نافرمانی کرنا واجب ہے۔ (تحفہ زوجین ملخص)

(۱۳) شوہر کا بیوی کو تکلیف دینا بھی گناہ ہے۔ فقیہ ابو اللیث فرماتے ہیں کہ شوہر پر بیوی کے پانچ حقوق ہیں۔

(۱) اس کی پردے کے پیچھے خدمت کرے یعنی خیال کرے اسے پردے سے نکلنے نہ دے کیونکہ اس کا پردے میں رہنا ضروری ہے۔ اس کا پردے سے باہر نکلنا گناہ اور مروت کا ترک ہے۔

(۲) اسے ضروری احکامات سکھائے جیسے وضو، نماز روزہ وغیرہ اور دیگر ضروری مسائل۔

(۳) اسے حلال کھلائے۔

(۴) اس پر ظلم نہ کرے۔

(۵) اس کی خیر خواہی کے لئے اس کی بدزبانی اور زیادتی کو برداشت کرے۔ (مفتاح الفلاح)

(۱۴) مرد کا اپنی اولاد پر توجہ نہ کرنا۔ اسی طرح جن کا نفقہ اس پر واجب ہے مثلاً ماں باپ اقارب، غلام اور پالتو حیوانات وغیرہ کیونکہ یہ ان کا ذمہ دار ہے اور اس کے بارے میں قیامت میں اس سے پوچھ گچھ ہوگی۔ خصوصاً اولاد کے بارے میں۔

اس لئے باپ پر چھوٹے بچوں کا نان نفقہ، ان کا لباس، تعلیم اور تہذیب دینا ضروری ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''خود کو اور اپنے گھر والوں کو آگ سے بچاؤ۔''

انہیں ریشم نہ پہنائے اور نہ بچوں کے ہاتھ پاؤں میں مہندی لگانے دے

(بچیوں کو لگا سکتے ہیں) اور ایسی کسی بات پر اس کا یہ قول معتبر نہ ہوگا کہ ان کی ماں نے ایسا کر دیا حالانکہ میں راضی نہ تھا اس لئے کہ مردوں کو عورتوں پر حاکمیت حاصل ہے۔ اور برائی سے منع کرنا فرض ہے لہٰذا بیوی کو کسی قسم کا غلط کام خصوصاً بچوں کے بارے میں نہ کرنے دے۔ (مفتاح الفلاح)

(۱۳) اجنبی عورت کے ساتھ خلوت میں بیٹھنا حرام ہے۔ احادیث میں سختی سے ممانعت موجود ہے۔

(۱۴) مرد و عورت کا ایک دوسرے کی مشابہت اختیار کرنا۔

(۱۵) پڑوسی کو ایذاء دینا حرام ہے۔ حدیث میں ہے خدا کی قسم وہ مسلمان نہیں جس کا ہمسایہ اس کی زیادتیوں سے محفوظ نہیں۔"

(۱۶) برے لوگوں کی صحبت میں بیٹھنا بھی گناہ ہے۔ حدیث میں ہے کہ بری صحبت میں بیٹھنے سے تنہائی بہتر ہے۔

(۱۷) جمائی لیتے وقت منہ پر ہاتھ نہ رکھنا مکروہ اور گناہ ہے۔ حدیث میں جمائی کے وقت منہ پر ہاتھ رکھنے کی تلقین آئی ہے۔

(۱۸) راستے میں بیٹھنا بھی مکروہ ہے۔ جب تک کہ راستے کا حق ادا نہ کریں۔

نظریں جھکا کر رکھیں، کسی کو تکلیف نہ دیں، سلام کا جواب دیں۔ امر بالمعروف و نہی عن المنکر کریں۔ راستے کی نشاندہی کریں۔ حدیث میں اسی تفصیل کے ساتھ راستے کے گرد (چوراہوں کے نکڑ، گلی کے کونوں میں بیٹھنے کی جیسا کہ دیہات میں اور بعض شہروں میں عادت ہے) بیٹھنے اور گپ شپ کرنے کی اجازت دی گئی ہے۔"۔

(۱۹) مجلس یا حلقہ کے درمیان میں بیٹھنا، دوسروں کی ناگواری اور ایذاء کا سبب ہے لہٰذا گناہ ہے۔ (مفتاح الفلاح)

(۲۰) کسی اور کی جگہ پر بیٹھنا، دو بیٹھنے والوں کے درمیان بیٹھ کر انہیں علیحدہ کر دینا۔

(۲۱) کسی مصیبت کی وجہ سے مسجد میں بیٹھ جانا (تا کہ لوگ مالی امداد کریں)۔

(۲۲) اسی طرح مسجد میں تجارت کرنا، اس کی باتیں کرنا حتی کہ لکھ کر دینا بھی مکروہ ہے۔خلاصہ میں ہے کہ سقہ کے لئے بھی یہی حکم ہونا چاہیئے۔

(۲۳) سلام کرتے وقت جھکنا مکروہ ہے۔

(۲۴) جادو کرنا یا کرانا حرام ہے۔ اگر جادو کی بلاواسطہ تاثیر کا قائل ہو تو اکثر علماء نے کافر کہا البتہ جادو کا توڑ کرنے کے لئے جائز عمل کرانے کی اجازت ہے۔

(۲۵) جاہلی تعویذ لٹکانا لیکن اگر تعویذ میں قرآنی آیات وغیرہ ہوں تو جائز ہے لیکن اگر غیر اللہ کو پکارا جائے یا فرعون ہامان وغیرہ کے نام لکھے جائیں تو اسے پہننا جائز نہیں ہے۔امام سیوطیؒ علامہ ابن تیمیہؒ نے اس پر بڑی بحث کر کے تعویذ جائز ہونے کی شرائط لکھی ہیں۔تفصیل کے لئے تکملہ فتح الملہم از حضرت مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہم ملاحظہ فرمائیں۔

لیکن تعویذ کو بیت الخلاء جاتے وقت اور مباشرت کے وقت اتار دینا چاہیئے (فتاوی تاتارخانیہ) لیکن اگر تعویذ بالکل بند ہو اور قمیص وغیرہ کے نیچے کرلیا جائے تو بھی گنجائش ہے۔

(۲۶) مونچھیں اس قدر بڑھانا کہ لبوں سے نیچے آجائیں مکروہ ہے۔مونچھوں کو کاٹ دینا افضل ہے اس طرح کاٹ دی جائیں کہ بھنوؤں کی مقدار رہ جائے۔بعض حضرات نے قینچی سے مکمل کترنے کو افضل قرار دیا ہے۔

(۲۷) داڑھی ایک مشت سے کم رکھنا، یا بالکل منڈانا گناہ کبیرہ ہے کیونکہ داڑھی ایک مشت رکھنا واجب ہے البتہ ایک مشت سے زائد ہو تو زائد مقدار کو کاٹ دینا بھی سنت ہے۔(داڑھی کا وجوب از شیخ الحدیث مولانا زکریاؒ)

(۲۸) عورتوں کا سواری پر مردوں کی طرح بیٹھنا گناہ ہے مراد یہ ہے کہ جس طرح ''اسکوٹر، موٹر سائیکل'' پر مرد بیٹھتے ہیں اسی طرح عورتوں کا بلا عذر بیٹھنا گناہ ہے۔حدیث میں ایسی عورتوں پر اللہ تعالیٰ کی لعنت وارد ہوئی ہے۔

(۲۹) ولیمہ نہ کرنا۔ ولیمہ نہ کرنا بھی گناہ ہے کیونکہ اگر یہ عذر ہو کہ مال و اسباب

نہیں ہے تو ولیمہ تو ایک بکری یا اس سے بھی کم کھانے کا بھی کیا جا سکتا ہے اور سب لوگوں کو بلانا، یا دھوم دھام کرنا ضروری نہیں، سنت ولیمہ چند افراد کو بلا کر دعوت کرنے سے بھی ادا ہو جائے گی۔ حدیث میں ولیمہ کرنے کی ترغیب آئی ہے۔

(۳۰) منہ کے بل سونا۔ یعنی الٹا سونا اگر کوئی عذر ہو تو وہ صورت مستثنیٰ ہے۔

(۳۱) بغیر منڈیر کی چھت پر سونا بھی گناہ ہے کیونکہ اس میں گرنے کا خطرہ موجود ہے۔ اس لئے اس طرح سونا خود کو ہلاکت میں ڈالنا ہے۔ قرآن کریم میں خود کو ہلاکت میں ڈالنے کی ممانعت آئی ہے۔ بعض روایات میں اس طرح سونے کی بھی ممانعت ہے۔

(۳۲) سفر میں لہو ولعب کے لئے کتا، گھنٹی یا موجودہ دور میں ٹیپ ریکارڈ اور ریڈیو، ٹی وی وغیرہ لیجانا بھی گناہ ہے۔ سننے اور دیکھنے کا گناہ الگ ہے۔ کیونکہ سفر حدیث کے مطابق عذاب کا ٹکڑا ہے اس لئے اس میں اللہ کو یاد کرنا چاہیئے۔

(۳۳) آزاد عورت کا (غلام عورت کی ضد آزاد عورت ہے) بغیر محرم یا شوہر کے سفر کرنا گناہ ہے۔ اگر وہ اڑتالیس میل تک کا سفر ہو تو حرام ہے۔ حنفیہ کا اس پر اتفاق ہے اور اس سے کم میں اختلاف ہے کہ حرام ہے یا نہیں، گناہ بہرحال ہے۔ مرد کا اکیلے سفر کرنا بھی درست نہیں، جس طرح بیابانوں اور جنگلوں کے سفر میں اس میں دو سے زائد افراد کا ہونا مستحسن ہے ورنہ گناہ ہے۔ اسی طرح سفر میں امیر مقرر نہ کرنا بھی گناہ سے خالی نہیں۔

(۳۴) بدبو دار چیز کھا کر مسجد یا محفل میں جانا۔ حدیث میں اس کی سختی سے ممانعت آئی ہے۔ (کنز العمال)

(۳۵) نماز کو جان بوجھ کر چھوڑنا گناہ کبیرہ ہے۔ بعض روایات میں اسے کفر سے تعبیر کیا گیا ہے۔

(۳۶) اسی طرح وضو اور غسل کو چھوڑ دینا بھی گناہ ہے۔

(۳۷) جماع کو بلا عذر چھوڑنا بھی احناف کے زیادہ قوی قول کے مطابق گناہ ہے۔

(۳۸) اسی طرح نماز میں تعدیل ارکان۔
(۳۹) تسویہ صفوف اور
(۴۰) موافقت امام کو ترک کرنا بھی گناہ ہے۔
(۴۱) ہر سنت مؤکدہ کا ترک کرنا بھی گناہ ہے۔ جیسے اعتکاف رمضان، تراویح اور تراویح کی جماعت اور ختم قرآن کیونکہ یہ سنت علی الکفایہ ہیں۔
(۴۲) مسواک نہ کرنا وغیرہ
(۴۳) کوئی بھی مکروہ تحریمی فعل کرنا گناہ ہے۔
(۴۴) بلاعذر جمعہ کی نماز چھوڑ دینا۔
(۴۵) زکوٰۃ نہ دینا۔ جس پر زکوٰۃ واجب ہو اسے ادا کرنا ضروری ہے کیونکہ زکوٰۃ فرض ہے۔
(۴۶) کفارہ، قضاء اور نذر پوری نہ کرنا۔
(۴۷) صدقہ فطر نہ دینا اور قربانی نہ کرنا۔ یہ حکم مالدار کے لئے ہے۔ کیونکہ ان پر یہ واجب ہیں۔
(۴۸) فرض حج چھوڑ دینا۔
(۴۹) جہاد اگر فرض ہو تب بھی جہاد میں شریک نہ ہونا۔
(۵۰) قرآن کو پڑھنے یا حفظ کرنے کے بعد بھول جانا۔ اگر تلاوت ترک کرنے کی وجہ سے ہو تو سخت گناہ ہے لیکن کسی بیماری یا یونہی عارضہ نسیان یا حافظہ کی کمزوری کی وجہ سے ہو تو گناہ نہیں۔
(۵۱) سود لینا، سود دینا، سودی کاروبار میں کسی قسم کی معاونت کرنا، حدیث میں سود کھانے، کھلانے، لکھنے والوں اور اس کے گواہوں پر لعنت وارد ہوئی۔ (نصب الرایہ)
یہ سب گناہ کبیرہ ہیں۔ (الزواجر)
(۵۲) دیہاتیوں کے مال شہر لانے سے پہلے ہی ان سے خرید لینا تا کہ اچھے دام پر بیچ سکیں۔ اس کی تمام صورتیں مکروہ ہیں۔

(۵۳) کسی اور کے بھاؤ پر بھاؤ بڑھانا۔ (کنز العمال۔ کتاب البیوع)
(۵۴) کسی کے پیغام نکاح پر اپنا پیغامِ نکاح دینا۔ (کنز العمال)
(۵۵) ذخیرہ اندوزی کرنا
(۵۶) دو ذی رحم محرم ننھے غلاموں میں جدائی کرنا۔
(۵۷) ہبہ میں رجوع کرنا۔ اپنا دیا تحفہ واپس مانگنا، حدیث کے مطابق قے کو واپس منہ میں ڈالنے کے مترادف ہے۔ (کنز العمال)
(۵۸) شوقیہ طور پر کتا پالنا۔ حدیث کے مطابق جس گھر میں کتا اور تصویر ہو وہاں رحمت کے فرشتے نہیں آتے۔ البتہ چوروں سے حفاظت، یا شکار کے لئے پالنے کی گنجائش ہے۔ اگر کسی کا کتا گلی میں پھرے تو محلے داروں کو منع کا حق حاصل ہے۔ اسی طرح مرغیاں۔ بطخ وغیرہ بھی محلے میں پھریں تو محلے دار منع کر سکتے ہیں۔
(۵۹) مقبروں میں شمعیں روشن کرنا، کیونکہ یہ اسراف اور گمراہ بدعت ہے۔
(۶۰) مقبروں میں (قبرستان میں) یا قبر پر مسجد بنانا۔
(۶۱) بے نمازی بیوی کے ساتھ زندگی گزارنا بھی گناہ ہے۔ خلاصہ میں لکھا ہے کہ اگر بیوی بے نمازی ہو (کہنے سے بھی نماز نہ پڑھے) تو اسے طلاق دے دے۔ امام ابو حفص الکبیرؒ فرماتے ہیں۔ انسان اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملے کہ اس کی گردن پر بیوی کا مہر واجب ہو یہ مجھے اس سے زیادہ پسند ہے کہ وہ اللہ سے اس حال میں ملے کہ اس کے ساتھ بے نماز بیوی ہو۔
(۶۲) قرآن، حدیث اور دیگر کتب شریعت سے ٹیک لگانا یعنی ان کا سرہانا بنا لینا اگر کسی جگہ حفاظت کی غرض سے ایسا کیا جائے تو گنجائش ہے مگر احتیاط پھر بھی لازم ہے۔
(۶۳) ایسا مصلّی، یا قالین وغیرہ بچھانا جس پر اللہ کا نام یا مقدس حروف لکھے ہوں، کسی حال میں جائز نہیں۔ البتہ مسجد وغیرہ کی تصاویر کے مصلے جو آج کل عام ملتے ہیں بچھانے میں کوئی حرج نہیں۔
(۶۴) گانے بجانے کے آلات گھر میں رکھنا اگرچہ استعمال نہ کئے جائیں، گناہ ہے

کیونکہ انہیں گھر میں رکھنے کا مقصد ویسے ہی لہو ہوتا ہے اور اس سے ان چیزوں سے محبت ظاہر ہوتی ہے، اور گناہوں کے کام اور آلات سے محبت بھی گناہ ہے۔

(۶۵) مسجد میں سائل کو صدقہ دینا، سوائے یہ کہ واقعی محتاج ہو۔

(۶۶) ایسے شخص کو صدقہ دینا، جس کے بارے میں علم ہو کہ وہ شخص فضول خرچ ہے یا گناہ میں خرچ کرے گا تو اسے صدقہ دینا بھی گناہ ہے۔

(۶۷) غلطی سے کسی کی چیز مل جائے تو اسے استعمال کرنا گناہ ہے مثلاً کسی کا جوتا غلطی سے بدل جائے تو معلوم ہونے پر اسے واپس کرنا ضروری ہے۔

(۶۸) جو شخص زبردستی کوئی چیز بیچنے پر مجبور کر دیا گیا ہو اس سے (مجبوری کا فائدہ اٹھا کر) خریدنا گناہ ہے۔ اسی طرح اسے خرید کر کھانا بھی گناہ ہے۔

(۶۹) صدقہ بغیر مصدق کی اجازت کے خود استعمال کرنا گناہ ہے جیسے زید نے بکر کو صدقے کے پیسے دیئے کہ اسے صدقہ کر دو تو بکر کو بغیر اجازت زید اسے اپنے لئے استعمال کرنا جائز نہیں۔

(۷۰) ایسے شخص کا جو تیرنا نہ جانتا ہو بلاضرورت سمندری سفر کرنا جائز نہیں۔ ذخیرہ میں لکھا ہے کہ اگر کوئی شخص تجارت کے لئے جانا چاہتا ہے تو اگر وہ خدانخواستہ غرق کی صورت میں کوئی صورت دفاع کی رکھتا ہے تو اس کے لئے سمندری سفر کرنا جائز ہے۔ (یا جہاز پر ہی دفاع کے اسباب موجود ہوں) ورنہ جائز نہیں۔ (مفتاح الفلاح)

(۷۱) جانوروں کو قید کرنا مثلاً بلبل وغیرہ کو پنجرے میں رکھنا۔ البتہ بعض حضرات نے اس کی اجازت دی ہے کہ اگر پنجرہ بہت بڑا ہو جس میں وہ آزادی سے اڑ سکتے ہوں یا چھوٹی نسل کے آسٹریلوی طوطے جو پنجرے کے بغیر موت کا شکار ہو جاتے ہیں۔ ایسے جانوروں کو پالنا، بڑے پنجرے میں رکھنا درست ہے۔

(۷۲) گناہ پر خوش ہونا۔

(۷۳) گناہ صغیرہ کو بار بار کرنا گناہ کبیرہ بن جاتا ہے۔

(۷۴) نیکی کر کے تعریف چاہنا۔

(۷۵)　نفس کی خواہش کی خاطر ناجائز غصہ کرنا یا بدلہ لینا۔

(۷۶)　حق بات کو نفس کی خواہش پر یا کہنے والے کی نفرت کی بناء پر قبول نہ کرنا۔

(۷۷)　علماء کی بے قدری کرنا یا ان کو گھٹیا کم درجہ کا سمجھنا۔ ارشاد نبوی ﷺ ہے کہ تین قسم کے لوگ ایسے ہیں جنہیں منافق کے سوا کوئی شخص گھٹیا نہیں سمجھتا۔

(۱) مسلمان بوڑھا شخص (۲) عالم (۳) منصف حکمران۔ (ترمذی)

یہ سب گناہ کبیرہ ہیں۔

(۷۸)　غلط وصیت کر کے وارث کا حق مارنا۔ مثلاً ثلث مال سے زائد کی وصیت یا جھوٹے قرضے کا اقرار کرنا۔

(۷۹)　قیمتی اشیاء کو ضائع کرنا خواہ مخواہ توڑنا، جلانا، مثلاً نوٹ یا اور کوئی چیز ہو گناہ ہے۔

(۸۰)　شرارت اور فحش گوئی کی عادت بنا لینا، جس سے لوگ خوفزدہ رہیں۔

(۸۱)　ماتم کرنا

(۸۲)　واویلا مچانا

(۸۳)　نوحے منعقد کرانا، میت پر جیسا کہ پنجاب میں عام رواج ہے۔ (کنز العمال)

(۸۴)　مصیبت کے وقت موت کی دعا کرنا۔ آپ ﷺ نے ہلاکت کو پکارنے والی عورت اور ماتم کرنے گریبان پھاڑنے والی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے۔

(۸۵)　بیت اللہ کی بے حرمتی کرنا۔

(۸۶)　حرم مکہ میں گناہ کرنا یعنی گناہ کے عمل کا الگ اور اس جگہ کرنے کا الگ گناہ ہوگا۔ یہ بھی گناہ کبیرہ ہیں۔

(۸۷)　اہل مدینہ کا برا چاہنا۔ انہیں ڈرانا وغیرہ حدیث میں اس پر وعیدیں وارد ہوئی ہیں۔ (بخاری)

(۸۸)　میاں بیوی میں پھوٹ ڈالنا یا اس کی کوشش کرنا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص کسی عورت کو اس کے خاوند کے خلاف بگاڑے وہ ہم میں سے نہیں۔

(۸۹) علم نجوم سیکھنا

(۹۰) نجومی کے پاس جانا

(۹۱) بدفالی لینے والے کے پاس جانا۔

(۹۲) علم جعفر والے کے پاس معلومات کرنے جانا۔ احادیث میں ایسے لوگوں پر سخت وعیدیں آئی ہیں۔ (الزواجر جلد۲ ص ۱۷۷)

(۹۳) مسلمان کی بے عزتی کرنا، اس کی رسوائی کو چاہنا، کیونکہ عیب چھپانے کا حکم ہے اور ظاہر کرنے پر سخت وعیدیں آئی ہیں۔

(۹۴) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کسی سے بغض رکھنا۔ یا اولیاء کرام سے بغض رکھنا۔

(۹۵) کسی صحابی کو (نعوذ باللہ) گالی دینا یا برا کہنا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم کو گالی دینے پر اللہ اور اس کے فرشتوں کی لعنت وارد ہوئی ہے۔ اسی طرح عبادات ایسے شخص کی قبول نہ ہوگی۔ (زواجر جلد۲ ص ۳۸۰)

علامہ شامی نے رسائل میں گالی دینا جائز سمجھنے والے کو کافر لکھا ہے۔ اسی طرح ایک حدیث میں انصار (مدینہ کے صحابہ) سے بغض رکھنے کو منافقت کی علامت کہا گیا ہے۔

(۹۶) کسی معین اجنبی عورت کے حسن و جمال کا تذکرہ کرنا

(۹۷) کسی بھی عورت کے بارے میں فحش الفاظ کہنا یا فحش حرکتوں کا تذکرہ کرنا

(۹۸) کسی امرد لڑکے کے ساتھ عشق کا اظہار یا اس کے حسن و جمال کا تذکرہ کرنا

ان سب گناہوں کو (الزواجر جلد۲ ص ۳۴۹) میں گناہ کبیرہ شمار کیا گیا ہے۔

(۹۹) علماء وفقہاء کا فاسقوں کے ساتھ میل جول رکھنا، کیونکہ اس طرح ان سے انس پیدا ہوگا اور انس کی بناء پر ان کے غلط کاموں کی طرف بھی میلان ہوگا۔

(۱۰۰) اکڑ کر، یا اتراتے ہوئے چلنا۔ سورہ لقمن میں اس کی ممانعت آئی ہے۔

(۱۰۱) کسی کے مذہب کے بارے میں بری گفتگو کرنا۔

(۱۰۲) بغیر علم کسی معاملے میں بحث کرنا، الجھنا، جھگڑا کرنا جیسے بعض لوگوں کی مذہبی و سیاسی معاملات میں اس طرح گفتگو کی عادت ہے اور بعض وکلاء کی بحث بھی ایسی ہی ہوتی ہے۔

(۱۰۳) گناہ کبیرہ سے توبہ نہ کرنا۔ کوئی شخص گناہ کبیرہ میں مبتلا ہے تو اسے توبہ کرنی ضروری ہے قرآن کریم میں سب لوگوں کو توبہ کرنے کا حکم دیا گیا ہے توبہ نہ کرنا خسارے کی اور توبہ کرنا کامیابی کی بات ہے۔

توبہ میں تاخیر کرنے کی توبہ بھی ضروری ہے اسی طرح بعض ائمہ مثلاً شیخ اشعریؒ کے مطابق گناہ صغیرہ پر بھی فوراً ہی توبہ کرنا واجب ہے۔

اگرچہ گناہ صغیرہ مختلف نیک اعمال کرنے سے ساقط ہو جاتے ہیں لیکن پھر بھی احتیاطاً ہر گناہ سے توبہ کر لینی چاہیئے بہرحال حکم تو یہ ہے کہ اٹھتے بیٹھتے چلتے پھرتے توبہ و استغفار کرتے رہنا چاہیئے کیونکہ اس سے نہ صرف گناہ معاف ہوتے ہیں بلکہ اولاد اور مال میں برکت ہوتی ہے اور قحط سالی دور ہوتی ہے۔ اور اسی کی بناء پر آخرت میں جنت کا وعدہ ہے۔ (سورہ نوح)

توبہ کی شرائط

زواجر میں توبہ کی مندرجہ ذیل شرائط مذکور ہیں۔

(۱) گذشتہ گناہ پر ندامت

(۲) آئندہ گناہ نہ کرنے کا پختہ عزم

(۳) فی الحال اس گناہ سے بچنا

(۴) استغفار کے الفاظ سے معافی مانگنا

(۵) موت کے وقت سے پہلے پہلے ہو

(۶) قرب قیامت کی نشانی سے پہلے ہو۔ کیونکہ ان اوقات میں توبہ کے دروازے بند ہو جائیں گے۔

اس لئے اے مسلمان!

ان تمام گناہوں سے بچنا اور منکرات سے خود کو بچانا۔ اللہ تعالیٰ کے عذاب سے پناہ کا باعث ہے اسی طرح اس کے عذاب، عتاب، ناراضگی سے (دنیا میں ہو یا آخرت میں) بچتا رہے۔ گناہوں سے بچنا اللہ تعالیٰ کی رضا کا موجب ہے اور اس کی رضا ومحبت دخول جنت کا سبب ہے۔

اس لئے قرآن وسنت پر بھرپور عمل کرنے کی بھرپور کوشش کرنی چاہیئے۔ انبیاء اولیاء اورصالحین کے اقوال میں غور وفکر کرنے سے اس کی تلقین ملتی ہے۔ تمام صحابہ کرام، ائمہ اربعہ اورسلف صالحین نے اس کا اہتمام کیا۔ خاص طور سے بندوں اور حیوانات کے حقوق میں انہوں نے خوب اہتمام کیا ہے۔

والله المستعان و علیه التکلان
ولا حول ولاقوة الا بالله العلی العظیم

فہرست کتب

اس مجموعہ کی تیاری میں جن کتب سے مدد لی گئی

۱	مفتاح الفلاح از سلیمان فاضل بن احمد اسلامبوئیؒ متوفی ۱۱۳۷
۲	معارف القرآن ۔ از مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد شفیع صاحب قدس سرہ
۳	فتاویٰ تاتارخانیہ
۴	فتاویٰ خانیہ ۔ علامہ قاضی خانؒ
۵	فتاویٰ الھندیہ ۔ المعروف العالمگیریہ
۶	فتاویٰ شامی ۔ ابن عابدین شامی
۷	حدایۃ ۔ از علامہ مرغینانیؒ
۸	مجمع الفتاویٰ ۔ امام رازیؒ
۹	التبیان ۔ علامہ نووی
۱۰	شرح العقائد ۔ علامہ تفتازانیؒ
۱۱	عدۃ الصابرین ۔ علامہ ابن القیمؒ
۱۲	اخبار الحمقیٰ والمغفلین ۔ علامہ ابن جوزیؒ
۱۳	کتاب الزواجر ۔ علامہ ابن حجرؒ مکی
۱۴	بخاری شریف
۱۵	درس مثنوی ۔ حکیم محمد اختر صاحب مدظلہ
۱۶	تحفہ زوجین ۔ افادات حکیم الامت تھانویؒ
۱۷	کنز العمال
۱۸	خلاصۃ الفتاوی

گناہوں کے نقصانات اور اُن کا علاج

امام ابن قیم جوزیؒ کی مشہور عربی تصنیف
"الداء والدواء" کا سلیس اُردو ترجمہ

تالیف
امام ابن قیم جوزیؒ

مترجم
لجنۃ المصنفین لاہور

بیت العلوم

۲۰- نابھہ روڈ، پرانی انارکلی لاہور۔ فون: ۳۵۲۴۹۳